

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۶۵۰

ماہنامہ



دیر  
ظہور احمد بگویی

بھیرہ  
پنجاب



# بیادگار

اعلیٰ حضرت جامع الشریعت والطرقت فخر العلماء قدوة السالکین زبد العارفین  
امام العاشقین مولانا الحسین محمد ذاکر گوبی نور الدین قدس سرہ

منجانب الرکیت حزب الانصار سیدہ رینجانبی

**اغراض و مقاصد** (۱) اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ تبلیغ و اشاعت اسلام۔  
(۲) اصلاح الرسوم (۳) احیاء و اشاعت علوم دینیہ۔

**قواعد و ضوابط** (۱) رسالہ کی عام قیمت دو روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ بندوبست وی پی پی پانچ آنے  
زیادہ خرچ ہوتے ہیں جو صاحب پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ رقم بغرض اعانت  
ارسال فرمائیں گے وہ معاون خاص بمقتور ہوں گے۔ ایسے حضرات کے اسمائے گرامی شکر کے ساتھ درج  
رسالہ ہوا کریں گے۔ (۲) غریب مفلس شخص اور طلباء کیلئے رعایتی قیمت سالانہ یک روپیہ مقرر ہے (۳) ارکان  
حزب الانصار کے نام رسالہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ چندہ رکھنے والے کم چار آنہ ماہوار یا تین روپیہ سالانہ مقرر  
ہے (۴) نمونہ کارچہ تین آنے کے ٹکٹ ارسال کرنے پر بھیجا جاتا ہے مفت نہیں بھیجا جاتا (۵) رسالہ  
ہر انگریزی ماہ کے پہلے عشرہ میں ڈاک میں ڈالا جاتا ہے۔ دیہات کے چھٹی رسالوں کی غفلت سے اکثر  
رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جن صاحبان کو رسالہ نہ ملے وہ ہینے کے اخیر میں اطلاع  
دے دیا کریں ورنہ دفعہ ذمہ وار نہ ہوگا۔ جملہ خط و کتابت و قریب سبیل و رہنما

منجانب رسالہ سبب السلام بھیر رینجانبی چاہیے

# مسئلہ امامت

(از غلام احمد خان بنگش از ہنگو ضلع کوٹاہ)

مختارہ فیصلہ علیٰ مسئلہ امامت الکرام۔ امام بعد واضح ہو اور پھر مسلمانوں کے کہ ایک سندھی صاحب نے آل اور امام کے تعلق کچھ دریافت کرنا چاہا ہے۔ آل کے متعلق مفصل لکھ چکا ہوں کہ آل کے اصلی معنی اور مفہوم پیران ہے۔ اس میں محصور اور غیر محصور کا سوال نہیں۔ جیسا کہ آل فرعون جس کے معنی متاجرت کرنے والے اور اگر مراد آل سے محصور ہو۔ پھر تو امت محمدی میں کوئی شخص آل کے مفہوم یعنی محصور میں نہیں آسکتا۔ اور دوازدہ امام رافضیہ بھی آل میں شمار نہیں ہو سکتے۔ باقی ذکرہ۔

**امام** :- اب رہا امام اور اس کے معنی۔ امام کہتے ہیں پیشوا کو خواہ اچھا ہو یا بُرا۔ اچھی اضافت سے اچھا اور بُری افتا سے بُرا جیسا سیدھے مسلمان بھی ہو سکتا ہے اور شاہ بھی جس کے پاس دولت ہو وہی سیدھ کہلایا جا سکتا ہے یا جیسے معلم مسلمان علامہ زمان کو بھی معلم کہتے ہیں اور کسی کافر کو بھی معلم کہتے ہیں۔ جیسے کہ ابلیس کا ایک نام (معلم الملائکہ) ہے یہ میری خانہ ساز منطق نہیں بلکہ قرآنی تعلیم ہے۔ اللہ جلّ شانہ فرماتے ہیں کہ امام دوم کے ہوتے ہیں۔ ایک (اُمّتیکم یجھدون بامرتنا) دوم (اُمّیۃ یلحدون الی النار) یعنی ایک قسم کے امام سیدھے راستہ کے ہٹانے والے ہیں۔ اور دوسری قسم کے امام دوزخ کی طرف بلانے والے۔

اس کا مطلب مختصر لفظوں میں بتائے دیتا ہوں۔ کہ جو مسلمان بھی یہودوں یا مرنا کے مطابق کتاب اللہ کے امر معروف و نہی منکر سے خلق خدا کو ترغیب اور ترہیب کا کام کیا کرے وہی امام ہوتا ہے۔ بقول مشہور شریف مولاناؒ روم رحمۃ اللہ علیہ

(بِسْ اِمَامِ حِی قَائِمِ اَکْ وَلِی اَسْت

خَوَہ اَز نَسْ عَمْرِیَا اَز عَلِی اَسْت

اسی طرح سے قرآن مجید نے اپنے مخالفین کے سر کردہ اور سرگرد ہوں کو بھی امام کا خطاب دیا ہوا ہے۔ اسی بنا پر سندھوں کا سب سے بڑا امام آج کل گاندھی اور دوسرے درجہ پر لندن میں ہے۔

(آدم بربر مطلب) شیعوں کا تحیری رفقہ جس پر کوئی تاریخ مند نہ نہیں ہے۔ بجنسہ حاجی صاحب موصوف سندھی نے بھی دیا ہے جس میں آل کے علاوہ امامت کے لئے ذیل جملوں میں دفعہ افکن ہے۔

”اس بات کو دل نشیں رکھ کر کہ نبوت رسول خدا ختم ہو گئی ہے مگر امامت ختم نہیں ہوئی۔ اجرائے امامت کے ثبوت کیلئے آیہ والیبعی اللہ واطیعی الرسول وادلی الامر منکم اور حدیث الآئیمین القدریش کافی ہے جب اجرائے امامت آپ تسلیم کر کے تو بعد از رسول محصوروں کی ہستی اور وجود کا ہونا بھی ناممکن نہ تھا۔ اور ان کو غیر محصور ہونے میں ہی خرابی لازم آتی جو نبی کے غیر محصور ہونے میں جو کہ امام نائب نبی ہے محصور ہونا چاہیے۔“

اس کا جواب خود خدا کے کلام سے دینا زیادہ موزوں و انسب ہے۔

جہاں آئیہ مندرجہ صدر کو ان مبارک الفاظ میں ختم فرمائے ہیں۔

(فان تنازعتم فی شئی فی دفعہ الی اللہ والی الرسول) یعنی

ایماندار مسلمانو! اگر تم ہمارے اور اولی الامر کے درمیان کسی بات

پر تنازع ہو جائے۔ تو اس تنازعہ کو کتاب اللہ اور احادیث پیچیدہ

صلح کی طرف لوٹا دو۔ اس سے ثابت ہوا کہ اولی الامر سے خطا

کا سرزد ہونا ضروری ہے۔ لہذا مظلوم نہیں ہو سکتا اور اگر نبی کی طرح

معلوم ہوتا۔ تو کتاب اور سنت کی طرف رجوع کا حکم نہ ہوتا۔ اس

بنیاد پر چار مذاہب ائمہ کا رہنمائی ہے۔ اور امام بھی ہیں۔ اور شیعہ امام

کا رہنمائی نہیں۔ اس واسطے امام بھی نہیں۔ یہ امر دیکھئے۔ کہ امام امام

پکارتے ہیں۔ آسمان کو سر پر اٹھائے ہوئے دوازہ امام دوازہ امام

دفعہ و شیعہ ورد اور لٹنے سے عام سنی مسلمان بھی یہی فرض کئے

ہوئے ہیں۔ کہ بس یہی دوازہ امام امام ہیں دیگر سچ یعنی اور کوئی

اس منصب کے لائق ہی نہیں۔ آؤ آپ کو بتا دوں اور

خود ان نام نہاد اصلی مومن سنی شیعوں کی کتب مختصرہ سے بتا دوں

کہ اگر اور کوئی امام ہو سکے تو ممکن ہے۔ لیکن شیعہ اپنے سلامت کی مدد

اپنے دوازہ اماموں کو ہرگز امام بروئے کتاب اللہ و کتاب الرسول

ثابت نہیں کر سکتے۔

اول امام منصوص نہیں کتاب اللہ میں اس کا ذکر نہیں اس

لئے اس کا نام اصول دین میں سے نہیں۔

دوم۔ امام اگر بھی اول الامر کے لیا جائے تو اس سے خطا

کا صادر ہونا ممکن ماننا پڑے گا نہ کہ معصوم۔

معصوم۔ امام مامول کو مطابق عقیدہ رافضہ

ہم چلی محمد مندرجہ صفات!

دوں حکم ں پر ہم کائنات

مانا جائے پھر تو ختم نبوت اور (خاتم النبیین) کی آیت

بیکار ثابت ہوتی ہے۔

چہارم۔ امام کے فرض منصبی میں اجرائے احکام الہی اور احیاء

سنت نبوی داخل ہے اب وہ کون سا امام اس وقت موجود ہے

جس کی طرف رجوع کیا جائے حالانکہ شیعوں کے نزدیک نہ

امام سے خالی نہیں ہوتا۔

پنجم۔ اس قرآن مجید کی رو سے شیعوں کا کوئی امام امام

برحق کہنے کا مستحق نہیں۔ کیونکہ وہ سارے کے سارے اس

قرآن کی صحت اور محفوظیت کے منکر ہیں۔ (صافی شرح کافی) میں

لکھا ہے کہ موجود قرآن قرآن مشہور ہے۔ اور جو محفوظ ہے

وہ مہدی کے پاس غار سارو میں ہے۔ پس جب یہ قرآن نہیں

تو وہ امام بمعنی رہنما کس بات کے۔ علم

آن قدر شکست د آں ساقی نمائند

(جب قرآن نہیں تو امامت کس مرض کی۔ ان آل کے علاوہ

امامت کے مستحق بھی وہی لوگ ہیں اور ہونگے جو اس قرآن مقدس

کے تابع اور اس پر عامل ہونگے۔

ششم۔ تعلیم ربانی سے معلوم ہوتا ہے کہ امامت ایک عام انعام

ہے جس سے ہر ایک شخص حسب مراتب مستفید ہو سکتا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے۔ (والذین یقولون دینا ہب لنا من

اور اسلام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلا یا بس ہی امام تھے ہشتم۔ ہر ایک پہلو ہر ایک دلیں سے پایا جاتا ہے۔ کہ شیعوں کے امام بھی امام تھے۔ حقیقی نہ تھے۔ اول غیر معتمد کے ہر بعد وائیں سے۔ دوم امام حسب عقیدہ طاعتہ لا حول من اللہ ہوتے ہیں تاکہ دین الہی کی اشاعت ہو سکے۔ لیکن انہوں نے ان چھپانے کا حکم دیا۔ سن اذاعة اذله اللہ (کافی) یعنی جو دین کی اشاعت کرے خدا اس کو بدل کرے۔ ستوم امام کیلئے ضروری ہے کہ بڑوں اور ڈروں کے نہ ہوں۔ حالانکہ کافی حیات القلوب آیت قرآنی (بدشون علی الاضغ ہوئی) اماموں کے حق میں نازل ہونا نا ہے اور کافی ۲۲۵ میں، امام کی تعریف یہ ہے کہ وہ امام ہی نہیں جو غور توں کی طرح گھروں میں مستور رہا کریں۔ چہارم۔ امام کے لئے لازمی ہے کہ جھوٹ نہ بولا کرے۔ لیکن شیعہ امام دوم مگر روزمرہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔ اور اس کا نام نقیہ رکھا تھا۔ پنجم۔ امام چور نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ شیعہ اماموں نے بلاوجہ قرآن منزل و محفوظ کو اُمت سے چھپائے رکھا ہے۔ ششم۔ قاضی نور اللہ نے اپنی مجالس المؤمنین میں امامت کے لئے ایک ایسی زبردست دلیل پیش کر دی ہے جس کے بعد کسی اور دلیل کو معرض کث میں لانے کی ضرورت نہیں۔ دہم۔ اصل ۲۹۱۔

{ امامت رکھے باید بدین در واجب اطاعت }  
{ کہ باشند جن دانش اور سلیمان دار در فراں }

از و اجناد ذریتنا قرۃ عین۔ واجعلنا للمتقین اماما یعنی خدا فرماتا ہے کہ میرے پسندیدہ بندوں میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو مجھ سے دعا کے وقت یہ سوال بھی کرتے ہیں کہ خدا دعا۔ مجھے متقیوں کا امام بنانا اس سے پایا جاتا ہے۔ اگر یہ اصول دین میں ہوتا تو اس قسم کی ناممکن الحصول دعا کی تزیف خدا کی طرف سے نہ ہوتی۔ کیا قرآن مجید میں کہیں یہ بھی نازل ہوا ہے (واجعلنا للمتقین رسولاً) یا (واجعلنا للمؤمنین نبیاً) چونکہ رسالت و نبوت کے طریق ناممکن الحصول ہیں۔ اسی واسطے ان کا ذکر نہیں ہوا۔ اور امامت کا عہدہ عام ہے۔ اسی لئے اس کی طرف کھلے ہوئے الفاظ میں ترغیبات دیئے جا رہے ہیں۔

سہتم۔ کافی کتاب الحجۃ ص ۱۱۰۔ الاثمۃ خلقاء اللہ فی ارضہ۔ یعنی شیعہ امام زمین پر خدا کے خلیفہ ہیں۔ اور خلافت کی تشریح قاضی نور اللہ شستری علیہ السلام نے اپنی کتاب مجالس المؤمنین کے ص ۱۸۶ چہا پہ ایران میں حسب ذیل کی ہے (و خلافت سلطنت و حکومت است در جمیع امور دنیا و دنیوی) غور کر نیکاً مقام ہے۔ ہر دو حوالہ جات بالا میں کیے صاف صاف تصریحات ہیں۔ اول یہ کہ دو آوازہ امام خدا کے خلیفہ ہیں اس زمین پر قیامت کا ذکر نہیں۔ دوم خلافت سے مراد سلطنت و حکومت ہے جملہ دین و دنیا کے کاموں میں۔ ان دونوں کے ملانے اور دہراتے کا نتیجہ صاف صاف عیاں ہے کہ جن مقدس سہتیوں نے رسول اللہ کی خلافت کی

اس کی تشریح میں تسوے زائد اور اق خریع ہو سکتے ہیں۔ فی الحال صرف اسی ایک پر اکتفا کرتا ہوں کہ شیعہوں کے سب سے بڑے امام و رسول کے زیر فرمان جن و انس کو سوا صرف ابوذر سلیمان۔ مقداد کے سوا (شیعوں کے قول کے مطابق) کوئی بھی نہ تھا۔ اور ان تینوں میں بھی مخصوص طور پر قطعاً مقلد تھا۔ اور بس۔ یہ اولین و آخرین کتاب شیعہ میں یہی ذکر خیر و تجدید ہے تفصیل کی ضرورت تہدید (قیاس کن رنگ ستانی سن بہار)۔

باقی اماموں کا اسی سے اندازہ لگانا چاہئے۔  
باقی رہا خط مرسولہ حاجی صاحب مدنی کے اخیر حصہ میں شیعہ مفسر کا یہ لکھنا کہ (قال لا یتناہی عہدی عظامہ) عہدہ امامت ظلم کو نہیں دینگا۔ گناہ بھی ظلم اور شرک بھی ظلم ہے۔ یہ کوئی شرک ملحق ہو کر خدا کی طرف سے امام امت کیسے ہو سکتا ہے) جواب اسی اعتراض کا یہ ہے

اول:۔ نمبر ۹ میں مفصل عرض ہوا کہ امام کے لئے عصمت کا ہونا ضروری نہیں۔ ہر ایک نیکو کار امتی امام بن سکتا ہے تا روز قیامت۔ امام کے لئے روز پیدائش سے علم و عمل کا ہونا ضروری اور لازمی نہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد ہے (وعلماک عالم تکن تعلم)۔ (ووجدک ضالاً فهدی) رافضی کے پیش کردہ آیت میں ظلم سے مراد کفر و شرک ہے۔ اور اگر مطلق ظلم ہو۔ خواہ صغیرہ خواہ کبیرہ۔ پھر تو کوئی امام بن ہی نہیں سکتا۔ یہی شیعہ امام جو بقول کافی کتاب فضل القرآن اصلی قرآن کو چھپا کر اپنے مابعد اماموں کو دست

بست دیکر تمام امت کو گمراہی کے گڑھے میں سرکھن کر گئے ہیں۔ یہو ان سے بڑھ کر کلام بھی کوئی ہو سکتے ہیں نہیں سرکھن۔ لہذا ثابت ہوا کہ وہی امام تھے۔ جنہوں نے ایران غراسان۔ شام۔ مصر۔ بربر۔ سوڈان۔ پنجاب و عمان تک فتح کئے۔ اور ہی امام تھے جنہوں نے فقہ کی تدوین کی۔ نعمان۔ شافعی۔ مالک۔ احمد۔ رحمہم اللہ۔

باقی رہے آٹھ عدد سوالات۔ ان کا جواب عرض کرنے سے پہلے بطور ایک بنیادی اصول کے کہنا ہوں۔

اول جو اس قرآن کو ناقص اور محرف سمجھے وہ کافر ہے۔ دوم۔ جو صاحب رسول اللہ کے ساتھ دشمنی رکھے بحکم قرآن وہ بھی کافر ہے۔ محمد رسول اللہ والذین معہم اشدا علی الکفار الی آخر لیغیظہم الکفار۔ حالانکہ شیعہ مذہب کا انحصار ان ہی دو باتوں پر ہے۔ پس سوال اول کا جواب معہ سوال دوم

یہ کہ ناٹھ نہ کرنا چاہئے اپنی اولاد کو کفر سے بچانا چاہئے۔ کسی شیعہ کے چھپے نماز قطعی نہیں ہوتی۔ بلکہ بسبب کفر کے ان کی قزوں پر جانا اور نماز پڑھنا موجب قرآن منہ ہے۔

سوال سوم کا جواب یہ ہے کہ شیعہ سید کو کچھ دے دینے سے بہتر ہوگا۔ کہ کسی بھوکے کتے کو روٹی دھلاؤ۔ مجالس المؤمنین ۱۳۱ اذ العلوی تابع ناصبیا۔ یہ مذہب فاجو من ابیہ وکان الکلب حلیلاً صنفہ۔ لان الکلب طبع ابیہ فیہ یعنی سنی سید سے کتا اچھا ہے۔ تو میں بھی وہی کچھ کہتا ہوں کہ شیعہ سید سے کتا اچھا ہے۔ یعنی تم جس نعمہ سے اس

جہانی قوت کو بڑھاتے ہو۔ وہ اصحاب و ازواج مطہرات رسول کے لعنت اور گالیوں پر خرچ ہو گا۔

سوال نمبر ۴: کو اگر عقل سے حل کرنا ہو تو صدقہ دیگر مسائل بھی ہیں جن کے امداد سے عقل عاجز ہے۔ جو ظاہری معنی ہے اُس پر ایمان ہے باقی واللہ اعلم۔

سوال نمبر ۵: جہاں نظر رکھو رکھو۔ خدا کی ناز و مفرود نہ تو نہیں۔

سوال نمبر ۶: اگر دراصل طاقت سے بچاؤ کی نیت سے ہو تو جائز ہے۔ ورنہ نہیں۔

سوال نمبر ۷: کا تعلق زبانی دلائل اور گفت و شنوائی ہے نہ تحریری وغیرہ۔

سوال نمبر ۸: کفالت علم نجوم رمل جفر یہ یہود اور کفار متقدمین کے یادگار ہیں یا رافضی اماموں کے بے بنیاد ڈھکوسلے۔ بحکم نبی کریم ہم ان عملیات کو حرام سمجھتے ہیں جو یقین رکھا کریں ان کو تو کوئی بھی منع نہیں کر سکتا۔ واللہ اعلم و علمہ اتم۔ فقط

## وفات حسرت آیات

تہائیت دہلی رنج و غم سے لکھا جاتا ہے کہ مولوی فضل الدین صاحب مدرس اسلامی سکول ملک میان فیض شاہ پور مورخہ ۱۲ جون ۱۹۳۴ء کو بجا رشتہ تب موافق انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم قرون اولیٰ کے مسلمانوں کا نمونہ تھے

زاد بے ریا۔ اور خلوص و ایثار کا مجسمہ تھے۔ آپ کے بڑے لڑکے مولوی عبدالرحمن صاحب مبلغ حزب الانصار نہایت ہی فاضل اور خوش تقریر نوجوان ہیں۔ تارین کرام کی خدمت میں سلام ہے کہ مرحوم کیسے دعائے مغفرت کریں۔ خداوند کریم مولوی صاحب مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ہمیں اس حادثہ میں مولوی صاحب مرحوم کے فرزندوں سے دلی سہار دی ہے۔

## تذکرہ مشایخ بگوہ

مرتب شد

حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بگوہی جس میں بگوہ شریف کے نامو علی خاندان کے مشایخ کے سوانح درج کئے گئے ہیں اور رئیس المبلغین مولانا محمد نصیر الدین شہید بگوہ رحمۃ اللہ علیہ کی پاک زندگی اور ان کے مجاہدانہ کارناموں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ قیمت ————— ۴

ملنے کا پتہ :-

غلام حسین فیچر خبر دی شمس الاسلام بھیرہ پنجاب

ضوری گذارش :- جن حضرات کی میعاد چنیدہ ختم ہو چکی ہو۔ براہ کرم بہت جلد زچہ و ندریہ مئی آرڈر ارسال فرما کر مہزون فرمائیں۔ ورنہ سالا آئندہ بذریعہ وی۔ پی ارسال شد ہوگا :- منشی جبر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## نوحہ و لگداز

بر شہادت نصیر الملت والدین مولینا محمد نصیر الدین بگوی صاحب نور اللہ مرقدہ

(از مولینا ذہاب عاقل شاہی۔ میسور)

گلشن عالم میں ہے کیسی خنزاں آئی ہوئی | بیتی پتی رنگی شاخوں میں مرجھائی ہوئی  
آہ! کیا باد صبا چلتی ہے گرمائی ہوئی | سر پہ حرمان و الم کی ہے گھٹا چھائی ہوئی

مرثیہ خواں ہیں چین میں غصہ سنجانِ طرب

کل ترانے تھے جہاں واں مجلس ماتم ہے اب

آج گلشن میں وہ سرسبزی و رنگ و بو کہاں | سرو گلشن کا وہ جو بن وہ قد و لچو کہاں  
وہ پرندوں کی چہک وہ قمری خوشگو کہاں | وہ سریلی نوح پرور غصہ کو کو کہاں

سیح بنا رگس تری آنکھیں ہیں کیوں پتھر اگیں

اس پھلے پھولے چین کو کس کی نظریں کھا گئیں

تھے نصیر الدین بگوی جس چین کے باغباں | فاضل و عالم ادیب عارف حق خوش بیاں  
ہو گئے قربان خود بھی دیکھ گلشن کا سماں | چھوڑ دینے دنی پانی حیاتِ جاوداں

اہلبیہ کے ساتھ دو محصور مہر و ماہ سے

داخلِ فردوس ہوتے ہیں شہادت گاہ سے!

آہ! اکل گھر سے چلے تھے دوستوں سے ہوجدا | پیار کرتے تھے عزیزوں کو کیجئے سے لگا  
تھی نصیحت میں وصیت لب پہ جاری تھی دعا | آہ ہمراہ سفر چلتی تھی لاری میں قصصا

دوسرے دن راہ میں ہی داغِ حسرت سے گئے

پھول چھنے خلد میں بچوں کو اپنے لے گئے



شکر حق میں ہیں وہاں وہ اذهب عنا الحزن  
دستِ حسرت ملے ہیں بزم میں اربابِ فن

ہجر میں نالاں یہاں ہیں رات دن اہل وطن  
آہ ہم سے چھن گیا اک فاضلِ شہیدین سخن

آہ! کیا عجبت وہ اوصافِ دین سے چھلا  
اٹھ گیا پنجاب سے اک مروجتِ داحسرتا!

تھی غنیمت آپ کی ذاتِ گرامی سرسبز  
نورِ حق سے دلِ سنور آپ کا شامِ بحر

سایہ ابرِ کرم تھی قطعہ پنجاب پر  
خدمتِ اسلام میں مصروف تھے آٹھوں پہر

آہ! کیا مردِ محبا ہر چھین گیا پنجاب سے  
اہلِ دین کیوں خوں نہ روئیں دیدہ خوناب سے

موردِ انوار و رحمت آپ سے پنجاب تھا  
تشتِ حق آپ کے فیضان سے سیراب تھا

زہرہ جس سے رشک مہر عالماب تھا  
کھو گیا جو سند سے اک گوہرِ نایاب تھا

شیخِ بزمِ علم و عرفان دفعتاً گم ہو گئی !!  
روحِ جبِ مرحوم کی طوبی کی بلبل ہو گئی !!

اے نصیرِ دین و ملت عازمِ ملکِ بفت  
درگاہِ حق میں طفیلِ مصطفیٰ اب کر دعا

اے شہیدِ دشتِ قربت تجھ پر رحمت ہو سدا  
تیرے پس ماندوں کو اب صبر و تحمل ہو عطا

اب ظہورِ احمد تیرا مخلص علمبردار ہو  
بہر دین یہ سرِ تنخیلی میں مئے تیار ہو

یا اہلِ العالمین عرضِ ذہاب کرتا بول  
روضہِ خلد بریں میں قربِ حضرت ہو حصول

ان شہیدِ دشتِ قربت پر مئے طہیاتِ رحمت کر نزول  
ان کی تربت پر سدا برسا کریں جنت کے پھول

اوپر ماندوں کو اب صبر و تحمل کر عطا  
جانشین ہو اب کا بیٹا نصیر الدین کا

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ الْحُزْنَ نَامِدًا بِالْغَفُورِ شَكُن ۝ ۱۰ فَرَزَقْنَاكَ

# اہل بیت کون لوگ مراد ہیں

از سید رفیع الدین شاہ صاحب خطیب جامع مسجد جوہا سیدنا  
آیت :-

انما یرید اللہ لیزہب عنکم الوجہ اہل البیت و  
یطہرکم تطہیرا۔ میں جو لفظ اہل البیت کا آیا ہے۔ اس کے  
مستحق شیعوں کا دعویٰ ہے کہ اس سے فقط حضرت علی۔ فاطمہ  
زہرا اور حسین رضی اللہ عنہم مراد ہیں۔ اور اس کی تائید میں حدیث  
بھی پیش کرتے ہیں۔

قرآن مجید کی آیات بنیات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہو سکتا  
ہے کہ اس آیت میں جو دائرے تعالیٰ نے اہلبیت کا لفظ فرمایا  
ہے۔ اس سے یقیناً ازواج مطہرات ہی مراد ہیں۔ کیونکہ تمام  
حصینے ٹونٹ کے ہیں۔ جو خطاب۔ ہے انہیں کے حق میں ہے  
آگے چھپے جو الفاظ ہیں۔ انہیں کے حق میں ہیں۔ پیچھے ان کو نساء  
البنی کہہ کر خطاب فرمایا ہے۔ اس سے بعد رب حصینے ٹونٹ کے  
چلے آتے ہیں۔ حتیٰ کہ تیرجھ بھی بھینٹے ٹونٹ فرمایا ہے۔

جولائی بیت سے پہلا لفظ ہے۔ اہل بیت کے آگے بھی انہیں کو  
داؤ کرن سے بھینٹے ٹونٹ خطاب ہے۔ پس آیت کی بخوبی  
ترکیب کے علاوہ معنوی ترکیب یہ ہے۔ کہ اہل بیت کے لفظ  
سے اول جتنے جملے ہیں بمنزلہ دعویٰ کے ہیں۔ اور یہ بمنزلہ دلیل  
کے۔ یہ گویا اس سوال کا جواب ہے اگر کوئی کہے کہ ازواج نبی کو

اس قدر ٹونٹ بھینٹے خطاب نام سے لے کر کیوں حکم دے  
جاتے ہیں۔ تو اس کا جواب یوں دیا۔ کہ خدا کو ان کا پاک  
کرنا منظور ہے۔ اور اگر اہل بیت سے مراد ازواج مطہرات  
نہ ہوں مگر ان کے سوا چارتن پاک حضرت علی و فاطمہ و  
حسن و حسین رضی اللہ عنہم مراد ہوں جیسا کہ فریق ثانی کا  
خیال ہے تو آیت موصوفہ ایک ایسا بے جوڑ کلام بن جائیگی  
جس کی نظیر نہ مل سکیگی۔ اور مطلب اس کا یہ ہوگا کہ اے  
نبی کی بیویو۔ تم یہ کرو۔ وہ کرو۔ اندر بچو۔ باہر نہ نکلو جدا  
چاہتا ہے کہ حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین کو پاک کرے  
اور تم نبی کی بیوی قرآن یاد کیا کرو۔ وغیرہ

غالباً ناظرین اس ترجمہ سے کلام کی خوبی کا اندازہ لگا  
سکیں گے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص زید کو مخاطب  
کر کے کہتا ہے۔ کہ تم کھانا کھاؤ۔ پانی پیو۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں  
کہ تم، تیرا شخص سیر ہو جائے اور اس کی بھوک کی تسکایت  
رفع ہو جائے۔ کیا اس کلام میں کچھ لطف رہیگا۔ حاشا و کلام  
فصل میں کوئی مخاطب ہے اور نتیجہ میں کوئی۔ اس کے علاوہ  
قرآن کریم کا محاورہ جہاں تک دیکھا جاتا ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے  
کہ ہر آدمی کی بیوی اہل بیت ہے۔ حضرت ابراہیم کے قصہ  
میں آتا ہے کہ فرشتے نے حضرت ابراہیم کو بیٹے کی خوشخبری  
دی تو حضرت ابراہیم کی بیوی نے اس تعجب کا اظہار کیا فرشتے  
نے یہ حیرانی دیکھ کر جواب دیا کہ العجبین من امر اللہ عز  
وجلہ و کائنۃ علیکم اہل البیت اللہ حمید جمیل پڑے

لے اہل بیت خدا کی رحمت اور برکات تم پر ہوں۔ تم امت کی  
حکمت سے تعجب کرتے ہو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورت  
اہل بیت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اگر عربی فارسی بلکہ کل زبانوں  
کا محاورہ دیکھیں تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورت مرد کی اہلیت  
مرد غیر شادی شدہ کو عرب تجرہ ظالم وہ مجرہ ہے کہتے ہیں۔ اور  
جب شادی ہو جائے تو کہتے ہیں۔ تامل فلاں یعنی فلاں متامل  
ہو گیا یہی محاورہ اردو فارسی میں بھی ہے۔ کچھ شک نہیں کہ انسان  
کی اولاد بھی اہل ہے۔ لیکن کون نہیں چانتا کہ ان کی اہلیت بھی  
بیوی کی اہلیت پر متفرق ہے۔ اور اگر بخور دیکھا جائے تو اولاد  
کی اہلیت ایک حد تک محدود ہے۔ مگر بیوی کی اہلیت نامحدود  
یہی وجہ ہے کہ اولاد بالغ ہو کر خصوصاً آناٹ الگ ہو جاتی ہے  
مگر بیوی بیوی رہ کر کبھی الگ نہیں ہوتی اس کا الگ ہونا شرعاً  
مرفوعاً صحیح نہیں ہوتا۔

حیرانی ہی نہیں بلکہ ظلم ہے کہ لڑکی داماد بلکہ دوہتوں تک کو  
اہل بیت بنایا جائے مگر ازواج مطہرات کو اہل بیت سے خارج  
سمجھا جائے۔ اور قرآن کریم کو اس کے اصلی معنی سے الگ کر کے  
اپنی رائے کو مضبوط کیا جائے۔ بھلا یہ ظلم کب روا ہو سکتا ہے  
ایسے موقع پر بنیاد پر مبنی تحقیق فرق ثانی کے دلائل کا اظہار کرنا  
بھی ضروری ہے۔ تاکہ کوئی تحقیق ہو سکے۔ فریق ثانی آیت کے  
جس لفظ سے دلیل یا قرینہ بتلاتے ہیں وہ لفظ اہل بیت کے  
ساتھ کم صیغہ جمع مذکر ہے۔ وہ کہتے ہیں جس صیغے سے انکو  
خطاب کیا ہے وہ مذکر کا صیغہ ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اہلیت

کوئی مذکروں کی جماعت ہے یا کم از کم ان میں مذکروں کی  
کثرت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کم کی تذکرہ لفظ اہل  
کے ہے۔ کیونکہ اہل کا لفظ مذکر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت  
ابراہیم کے قصے میں بھی اہل بیت کے ساتھ بصیغہ مذکر  
ہی خطاب ہوا ہے۔ عور سے دیکھئے تعجبیں من امر اللہ رحمتہ  
وبرکاتہ علیکم اہل البیت اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام  
کے قصے میں قال لاهل اسکتوا انی آنست نادا اعلی  
آئیکم حضرت موسیٰ نے اپنے اہل سے کہا۔ کہ ٹھہرو میں  
نے آگ دیکھی ہے۔ تمہارے پاس لاتا ہوں۔ اس جگہ اہل  
کو بصیغہ مذکر اسکتوا خطاب کیا ہے۔ پس اس صورت  
کی تذکرہ سے مخاطبوں کا مذکر ہونا لازم نہیں آتا۔ حدیث  
جو اس دعویٰ پر لائی جاتی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کہ  
قالت عائشہ رضی اللہ عنہا خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
عداۃ و علیہ مرط من حل من بشر السور فجاء  
الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسن فدخل معہ  
ثم جاءت فاطمہ فادخلها ثم جاء علی فادخلہ ثم  
قال انما یرید اللہ لیدہب عنکم الرجس اہل البیت  
و لیکم تطہیرا (ردہ مسلم) حضرت عائشہ فرماتی  
ہیں کہ آنحضرت ایک صبح کو نکلے۔ تو آپ پر ایک سیاہ  
چادر تھی۔ اتنے میں حسن بن علی اور حسین بن علی آئے پس  
اس چادر میں آپ نے ان کو داخل کیا۔ پھر فاطمہ آئیں۔ ان  
کو بھی اس میں داخل فرمایا پھر حضرت علی آئے ان کو بھی اس

میں داخل کیا۔ اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انما بیدل  
 اللہ یعنی خدا چاہتا ہے کہ تم اہل بیت سے ناپاکی کو دور رکھو۔ اور  
 تم کو بالکل پاک رکھے۔ شیعوں کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ یہ حضرات علی وفا طہ حسن وحسین رضی اللہ عنہم  
 اہل بیت ہیں۔ اور آپ نے خود یائیت ان کے حق میں پڑھ دی تو  
 پھر تو کسی اور کے متعلق اس آیت کا نازل ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔  
 جواب اس کا یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو  
 ان حضرات پر پڑھا تو اس سے یہ غرض نہ تھی کہ اس آیت کا مصداق  
 بتائیں بلکہ یہ اپنے اپنی نعمت کا اظہار کیا ہے جس کا مطلب یہ  
 ہے کہ خدا دنیا میں چاہتا ہوں کہ جس طرح تو نے میری حقیقی اہل  
 بیت کے ساتھ وعدہ نظیر فرمایا ہے اس وعدے میں ان کو  
 بھی شریک فرمائے۔ کیونکہ یہ بھی گویا میرے اہل بیت ہیں قرینہ  
 اس تاویل کا ایک اور روایت ہے۔ جو اس قصے میں بروایت  
 ترمذیوں آئی ہے قالت ام سلمہ وانا معہم یا نبی اللہ  
 قال انت علی مکانک وانت علی خیلہ (ترمذی کتاب التفسیر)  
 جب چادر دلوں کو آپ نے چادر میں چھپا کر دعا کی تھی تو اس وقت  
 حضرت ام سلمہ زوجہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا  
 کہ حضور میں بھی ان کے ساتھ ہوں۔ اس کے جواب میں حضور  
 نے فرمایا تو اپنے قریب پر ہے۔ تو سب سے اچھی حالت میں  
 ہے۔ اس روایت میں ام سلمہ کو علی خیلہ لکھ کر حضور نے  
 اس طرف اشارہ کیا ہے کہ قرآن کریم میں جو اہل بیت کا لفظ  
 آیا ہے۔ اس کی حقیقی مصداق آپ کی ازواج و مہجرات ہیں

اور چادر والے صاحبان الحاقی ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ  
 اصلی مصداق الحاقی سے غیر اور افضل ہوتا ہے۔ مثلاً کسی شخص  
 کے دو بیٹے ہیں۔ اور دو یتیم بچے جس شخص مذکور کا کوشش ہے کہ  
 میرے یتیم بچے بھی میری جائیداد سے حصہ لے سکیں۔ تو مرنے  
 کے وقت یا زندگی میں کسی وقت اُس نے لوگوں کے سامنے یتیموں  
 کو بٹھا کر کہا کہ میرے بیٹے ہیں۔ خدا ان کو لائق و فائق بنا دے  
 یہ سن کر اور یہ حالت دیکھ کر شخص مذکور کا حقیقی بیٹوں کے مجھے  
 بھی اس دعا میں شریک کیجئے و شخص مذکور میں سن کر اُس کو کہے کہ  
 انت علی مکانک انت علی خیلہ تو اپنے درجہ پر ہے۔ اور تو  
 بہت اچھی حالت میں ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ شخص مذکور  
 اپنے اصلی بیٹے کو تو بٹھا جاتا ہے۔ لیکن اس تجویز سے کوشش  
 اس کی یہ ہے کہ میرے بچے جو حقیقتاً میری نسل سے نہیں ہیں  
 میری دعا ہے کہ ترقی مارچ میں میری نسل کے ساتھ ملحق ہو جائیں  
 یہ غرض نہیں کہ وہ ان کو اپنا اصلی بیٹا مانہ کرے۔ ٹھیک اسی  
 طرح پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کا کو اس رحمت الہی  
 میں جو اہل بیت کے لئے خدا کے وعدے میں ایک تھی۔ اصحاب  
 کو شامل کرنے کی دعا اور تمنا فرمائی۔ اس سے اگر کچھ ثابت  
 ہوا۔ تو یہ تھا کہ اصحاب کا بھی معنوی طور سے اہل بیت کے  
 ساتھ ملحق ہیں۔ یا امیر المومنین (حسین) مائون دل ماشاد  
 اسی طرح اہل بیت کے وصیف طہارت میں اصحاب کا کو شامل  
 کرنے کی آپ نے دعا اور تمنا ظاہر کی نہ کہ اہل بیت کا حقیقی  
 مصداق بتلایا۔ میرے خیال میں اگر کوئی شخص قرآن مجید کی

ان آیات کا ترجمہ بخوبی پڑھئے۔ تو اس کو مسلم ہو سکتا ہے کہ جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں شک نہیں اسی طرح ازواج مطہرات کے حقیقی اہل بیت ہونے میں کلام نہیں۔ فافہم ولا تکن من המתزین (ماخوذ)

## خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد ہر دعویٰ نبوت کا فریب

(از مولانا مفتی محمد رفیع صاحب لدھیانوی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا وادّعى اى ولم يوح اليه شيئا الا كيت۔ ترجمہ۔ اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا۔ جو اللہ پر جھوٹ بھمت لگائے یا یوں کہے کہ مجھے وحی آتی ہے۔ حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی۔

تمام برادران اسلام کی اطلاع کے لئے عرض کیا جاتا ہے کہ قادیانی جماعت کی طرف سے مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۳۳۵ء کو تمام مسلمانوں میں یوم تبلیغ مناسے کا اعلان کیا گیا تھا۔ جس کا مقصد غیر مذاہب میں تبلیغ کرنے کی بجائے صرف مسلمانوں کو دینِ حق سے نکال کر مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا معتقد بنانا تھا۔ جو کہ جمہور اہل اسلام کے عقیدہ کے مطابق خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی علامت و بین الامتداد تھا۔ اسی سلسلہ میں ناظر دعوت و تبلیغ قادیان کی

طرف سے ایک دورہ پمفلٹ بھی شائع کیا گیا تھا۔ جس کا عنوان ”کیا آنحضرت مسلم کے بعد نبوت غیر تشریحی کے اجراء کا قائل کافر ہے“ تھا۔ جس میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعویٰ نبوت قبول کرنے میں جو بڑی دقت اہل اسلام کو انت مرزا کے نقطہ نگاہ کے مطابق پیش آتی ہے۔ کہ مرزا صاحب دعویٰ نبوت کا کیا ہے اور ان حضرت مسلم کے بعد چونکہ دعویٰ نبوت کفر ہے لہذا آپ کا دعویٰ قابل قبول اور صحیح نہیں ہو سکتا۔ کو دور کرنے کی انتہائی کوشش کی گئی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر دعویٰ نبوت تشریحی کافر ہے اور دعویٰ نبوت غیر تشریحی کافر نہیں ہے۔ آپ کی خاقیت نبوت تشریحی کے اعتبار سے ہے نبوت غیر تشریحی کے لحاظ سے نہیں ہے لیکن جناب مرزا صاحب نبوت غیر تشریحی کے مدعی ہیں۔ اور تشریحی نبوت کے مدعی کو مرزا صاحب بھی کافر قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ناظر موصوف نے اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں مرزا صاحب کی چند تحریریں بھی پیش فرمائی ہیں۔ اس کے علاوہ بعض محدثین۔ اولیاء اللہ اور بزرگانِ امت رحمۃ اللہ علیہم کے چند مآثرام اقوال پیش فرما کر ناواقف حال مسلمانوں کو اپنے دامِ نزویر میں لانے کی بے حد کوشش فرمائی ہے۔

ہم پہلے ناظر دعوت و تبلیغ قادیان کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی ان عبارات کے مطابق جو جناب نے اپنے پمفلٹ میں شائع فرمائی ہیں حضور صلعم کے بعد نبوت تشریحی کا دعویٰ کافر ہے۔ اور نبوت غیر تشریحی کا دعویٰ کافر نہیں ہے



جیسا کہ آپ کے نبوت کو تشریحی اور غیر تشریحی کی طرف منقسم کرنے اور  
 مدعی نبوت تشریحی کو مندرجہ ذیل عبارت میں کافر قرار دینے سے  
 ظاہر ہے۔ نبوت کی دو قسمیں ہیں۔ اول تشریحی جس کے ساتھ نئی  
 شریعت اور نئے احکام ہوں۔ دوم غیر تشریحی یعنی جس کے ساتھ  
 نئی شریعت اور نئے احکام نہ ہوں؟ (پمفلٹ ص ۱) ہم نبی ہیں۔  
 ہاں یہ نبوت تشریحی نہیں جو کتاب کو نسخہ کرنے سے اور نئی کتاب  
 لائے ایسے دعوے کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ (پمفلٹ ص ۱) لیکن اگر  
 ہم جناب مرزا صاحب کو ان کی اپنی عبارات سے نئی شریعت اور نئے  
 احکام لانے والا صاحب وحی اور صاحب شریعت یعنی تشریحی نبی  
 ہونا ثابت کر دیں۔ پھر تو جناب مرزا صاحب خود اپنے نیز آپ کے اور  
 بزرگانِ ملت کے اقوال کے ان معنی کے مطابق جنہیں آپ نے پمفلٹ  
 میں شائع فرما چکے ہیں تشریحی نبوت کا دعویٰ کر سکیں وہ سے کافر  
 ہو جائیں گے؟ یا پھر تشریحی نبوت کے کوئی اور ایسے معنی بیان کر سکیں گے  
 جس سے مرزا صاحب اپنے نیز آپ کے اور بزرگانِ ملت کے علانیہ  
 کردہ کفر سے بچ جائیں۔

اُلجھا ہے باؤں یار کی زلفِ دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

لیجئے۔ مرزا صاحب نے خود ہی اپنی مندرجہ ذیل عبارات میں اپنے

صاحب شریعت جدیدہ اور صاحب وحی یعنی تشریحی نبی ہونے کا  
 دعویٰ فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں :-

”یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ کا انکار کرنے  
 والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی

طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحبِ نبوت  
 اسوہ جس قدر ملہم یا محدث ہیں۔ گو وہ کسی ہی جنابِ آسمانی میں اعلیٰ  
 شان رکھتے ہوں۔ اور خلعتِ مکالمہ الہیہ سے سرفراز ہوں۔ ان  
 کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا (تزیین القلوب حاشیہ ص ۳)  
 جس کا حاصل یہ ہے کہ چونکہ میں شریعت اور احکام جدیدہ لاتے  
 والا نہیں ہوں۔ اس لئے میرا منکر کافر نہیں ہے۔ حالانکہ مرزا  
 صاحب نے خود صاحب شریعت صاحب وحی اور اپنی وحی کو شریعت  
 قرآن کریم خطا سے پاک اور منزہ اور دیگر انبیاء کے بلکہ ان سے  
 بھی افضل ہونیکا دعویٰ فرما کر اپنے اس مندرجہ بالا بیان کی خود خطی  
 فراموشی ہے جیسا کہ آپ کی مندرجہ ذیل عبارات سے ظاہر ہے :-

**مرزا صاحب تشریحی نبوت کے مدعی تھے**

(۱) ماسوائے اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے  
 اپنے وحی کے ذریعہ سے چند امر وہی بیان کئے۔ اور اپنی اُمت  
 کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔  
 پس اس تعریف کی رو سے ہمارے مخالف لازم ہیں۔ کیونکہ میری  
 وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی (اربعین ص ۱۷) جس کا  
 حاصل یہ ہے کہ آپ صاحب شریعت یعنی تشریحی نبی تھے۔ ارشاد  
 ہوتا ہے :-

(۲) آئینہ من بشنوم ز وحیِ خدا بخدا پاک و دانش ز خطا پاک

پھر قرآن منزہ اکش دائم بہ از خطا ہا ہمیں است ایمانم

(رسالہ نزول المسیح ص ۱۹)

یعنی میری وحی قرآن کریم کی طرح خطا سے پاک اور منزہ ہے

اور یہ میرا ایمان ہے۔ اس میں قرآن کریم کی برابری کا دعویٰ ہے۔ جو قرآن کریم میں نہ مل سکتے کے سراسر مخالف ہے۔ دوسرا ارشاد ہوتا ہے:-

انبیاء گویہ وودہ اندہ بنے ۛ من بعرفان نہ کمتر ز کے کم نیم زان ہمرہ بنے یقین ۛ ہرکہ گوید دروغ ہست و بعین (رسالہ مذکور ص ۹۹)

یعنی انبیاء اگرچہ بہت ہو چکے ہیں۔ لیکن خدا کی معرفت میں میں کسی کم نہیں ہوں۔ یہ ایک یقینی امر ہے۔ جو اس کو جھوٹا جانے دیتی ہے۔ ان اشعار میں تمام انبیاء علیہم السلام کی برابری کا دعویٰ ہے۔ جس میں خاتم الانبیاء و صلعم بھی شامل ہیں۔ جو صریحاً کفر ہے۔ تیسرا اعلان فرماتے ہیں:-

آچہ داد است ہر نبی در اجام

داد آں جام را مرا تمام (رسالہ مذکور ص ۹۹)

یعنی خدا نے اپنی معرفت اور احکام کا جو جام ہر نبی کو دیا ہے وہ تمام کا تمام سمجھ کر کیسے کو دیا ہے۔ چونکہ ہر نبی میں حضور صلعم بھی شامل ہیں۔ اس لئے اس شعر میں مرزا صاحب نے آپ سے افضل ہونے کا دعویٰ بھی فرمایا ہے ۛ

ان مذکورہ بالا حوالہ جات کے علاوہ مرزا صاحب نے نہایت صاف اور واضح الفاظ میں بتقدیر شریعی یا غیر شریعی یہ اعلان فرما دیا ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ جیسا کہ خدا صاحب کی عبادت ذیل سے ظاہر ہے۔

(۳) ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اللہ نبی ہیں (اجاز الابدہ راجحہ

دافع البلا ص ۱۱)

(۵) قادیان اس واسطے محفوظ رہے گا (طاعون سے) کہ یہ اس کے رسول کی تحت گماہ ہے۔ اور تمام اُمتوں کے لئے نشان ہے (دافع البلا ص ۵)

امر واقعہ یہ ہے کہ قادیان میں طاعون پھیلا اور مرزا صاحب کے متعلقین میں سے بھی بہت سے لوگ مرے جو مرزا صاحب کے کذاب ہونے کی کھلی ثانی ہے۔ نیز مرزا صاحب نے اپنے منکر کو کافر بنا کر اپنے کفر۔ کذب اور متروک کے پیچھے نماز ناجائز قرار دیتے ہوئے ساڑھے تیرہ سو سال کے اسلامی حکم حدیث نبوی صلعم صَلَّوْا حُلَّتْ کُلُّ بَیْرٍ وَ فَاجِرٍ (شکوۃ) ترجمہ ہر سیک اور گنہگار کے پیچھے نماز ناجائز ہے۔ کو منسوخ فرما کر نیز اپنے آقا ولی نعمت حکومت برطانیہ کی خوشنودی مزاج کی خاطر جن کی اطاعت آپ کا جزو ایمان ہے۔ جن کے ساتھ جہاد کا خیل تک رکھنا سخت بے ایمانی ہے۔ اور جن کا زوال چاہنا خدا اور رسول کے دشمنوں کا کام ہے۔ حدیث نبوی صلعم الجہاد ماضی الی یوم العیامۃ (ترجمہ۔ جہاد کا حکم قیامت تک جاری رہے گا) پر خط تفسیر کچھ مسلمانوں اور ان کے بچوں تک جائزہ ناجائز۔ اور ان کو لڑکی دینا شہ قتل اور عیسائیوں کو لڑکی دینے کے برابر قرار دے کر اس امر کو بالکل واضح فرما دیا ہے کہ مرزا صاحب نئی شریعت نئے احکام لانے والے۔ صاحب شریعت اور صاحب وحی یعنی تشریحی نبوت کے مدعی ہیں۔ جیسا کہ تریاق القلوب اور

۱۹۰۸ء

اربعین کی مندرجہ بالا عبارات سے ظاہر ہے۔ ورنہ اپنے منکرین کو کافر قرار دینے مسلمانوں کے بچوں تک کے جانے ناجائز۔ ان کے پیچھے نماز ناجائز۔ ان سے رخصتہ۔ ناپاک ناجائز۔ نیز قیامت تک جہلا یعنی کافروں پر تلوار اٹھانے کو حرام قرار دینے کے کیا معنی۔ جیسا کہ مرزا صاحب اور ان کے تبعین کی مندرجہ ذیل عبارات سے

ظاہر ہے۔ **”مرزا صاحب کا منکر کافر ہے“**

۱) جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو نہیں مانتا (یعنی میرا منکر کافر ہے) حقیقۃ الوحی ص ۱۶۱۔

۲) کفر دو قسم ہے۔ ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے انکار کرتا ہے۔ اور اس حضرت صلعم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ اور دوسرے یہ کفر کہ وہ مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے باوجود میں (یعنی مرزا صاحب کے) خدا اور رسول نے تاکید کی ہے۔ اور پہلے نبیل کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے

کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم و نسل میں حقیقۃ الوحی ص ۱۶۱۔ ان عبارات کو تریاق القلوب کی مندرجہ بالا عبارات کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ کہ مرزا صاحب تشریفی نبوت کے دعی تھے۔ جیسا کہ ہم میان کرچکے ہیں۔ ورنہ اپنے منکر کو خاتم الانبیاء کے انکار کرنے غلطی کے برابر کافروں کو قرار دیتے چنانچہ یہی مذہب موجودہ امت مرزا ئیہ ہے۔ جیسا کہ خلیفہ

نور الدین صاحب خلیفہ اول کے مندرجہ ذیل اشعار سے ظاہر ہے۔  
مرزا صاحب کے منکرین کے متعلق خلیفہ نور الدین کا فیصلہ  
”اے امیر و اسرار مبارک ابن مریم خدیجہ! ان ظالم احداث میراثے قادیان  
مگر کے آروٹھے در شان او ان کفر آئے جائے او بادشہ جمع بیک و بیگان  
(الحکم، اگست ۱۳۰۵ھ)

جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت میں شک کرنے والا بھی کافر اور جہنمی ہے۔ تو اب منکر کے کافر اور جہنمی ہونے میں کیا شک رہا۔ نیز جیسا کہ خلیفہ بشیر الدین محمود خلیفہ ثانی جماعت قادیان کے ارشادات گرامی سے بھی ظاہر ہے۔

مسلمانوں کے متعلق میرا کہ خلیفہ محمود کا فیصلہ  
۱) ”حکم کیا ہے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نبی ہیں۔ بلحاظ  
نفس نبوت یقیناً ایسے جیسے ہمارے آقا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔  
حکم کیا ہے۔ نبی کا منکر اولئک ہمد اکاذبن حقا کے فتویٰ  
کے نیچے ہے۔ یعنی مرزا صاحب کا منکر ویسا ہی پکا کافر ہے جیسا  
کہ حضور صلعم کا منکر کافر ہے“ الفضل جلد ۲ نمبر ۱۲۷ و ۱۲۸ مورخہ

۱۴ روبرہ اپریل ۱۳۱۲ھ (موجودہ قادیانی مذہب ص ۱۲۳)  
۲) قرآن شریف میں انبیاء کے منکرین کو کافر کہا گیا ہے۔ اور ہم لوگ  
حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو نبی اللہ مانتے ہیں۔ اس لئے  
ہم آپ کے منکروں کو کافر سمجھتے ہیں تبشیر الازمان جلد ۱ ص ۱۲۱  
کتاب مذکور ص ۳۰

۳) ہر ایک جو مسیح موعود (مرزا صاحب) کی بعیت میں داخل نہیں  
ہو چکا کافر ہے۔ جو حضرت صاحب کو نہیں مانتا اور کافر بھی نہیں کہتا۔

وہ بھی کافر ہے۔ تشہید الاذان جلد ۶ ستمبر ۱۳۱۱ء کتاب مذکور ص ۱۲۱ (۴۴) آپ نے (مرزا صاحب نے) اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے۔ مگر مزید اطمینان کیلئے یہی بیعت میں توقف کرتا ہے کافر ٹھیل رہا ہے۔ بلکہ اس کو بھی جو دلی میں آپ کو سچا قرار دیتا ہے۔ اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا۔ ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے کافر ٹھیل رہا ہے (تشہید الاذان جلد ۶ ص ۱۲۱-۱۲۲ رسالہ مذکور ص ۱۲۱)

ان ہر دو خلیفہ صاحبان کی مندرجہ بالا عبارت کو جن میں مرزا صاحب کے نہ صرف منکر بلکہ سچا سمجھ کر بیعت میں توقف کرنے والے کو بھی کافر قرار دیا گیا ہے۔ مرزا صاحب کی تباہی القلوب والی مندرجہ بالا عبارت کے ساتھ لاکر پڑھنے سے یہ صاف نتیجہ نکل آتا ہے کہ مرزا صاحب نبوت تشہیدی کے مدعی تھے۔ نہ غیر تشہیدی کے وہ نہ ہر دو خلیفہ صاحبان آپ کے شکر اور سچا سمجھ کر بیعت میں توقف کرنے والے کو کافر کیلئے قرار دیتے۔

کسی مسلمان اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے مرزائی کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں“

مرزا صاحب فرماتے ہیں :-

(۱) آپس یا در کتھو کہ جیسا کہ خدائے مجھے اطلاع دی ہے کہ تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی کفر اور کذب یا منہرود کے پیچھے نماز پڑھو۔ (الربعین ص ۳۴۷ کا حاشیہ)

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں :-

(۲) میرے شکوک کے پیچھے نماز جائز نہیں (فتاویٰ احمدی ص ۱۲۱)

اسی پر اتنا نہیں کیا۔ بلکہ یہ بھی فرمایا کہ جو احمدی ایسے لوگوں کے پیچھے

نماز پڑھتا ہے جب تک توبہ نہ کرے۔ اس کے پیچھے بھی نماز نہ پڑھو۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

(۳) جو احمدی ان کے (مسلمانوں کے) پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ جب تک توبہ نہ کرے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ (فتاویٰ احمدی ص ۱۲۱)

مسلمان کافر ہے اور اس کا جنازہ جائز نہیں

(۴) غیر احمدی کے جنازے کے متعلق ہم نے حکامات کو کہنا ہے حکم کیا ہے بسع نوعود (مرزا صاحب) نبی ہیں۔ بلحاظ نفس نبوت یقیناً ایسے جیسے ہمارے آقا سیدنا محمد رسول اللہ صلیع حکم کیا ہے نبی کافر ان اولئک ہمد الکفر حق کے نبی کے پیچھے ہے حکم کیا ہے۔ کافر کا جنازہ جائز نہیں۔ الفضل جلد دوم ص ۱۲۲ مورخہ ۱۶ اپریل ۱۳۱۱ء رسالہ مذکور ص ۳۴۷

خاوند احمدی ہے مگر بیوی نے بیعت نہیں کی۔ تو اس کا جنازہ بھی جائز نہیں“

(۵) ایک شخص نے دریافت کیا کہ احمدی کی بیوی فوت ہو جائے اور اندیشہ ہے کہ غیر احمدی اس کا جنازہ نہ پڑھیں گے۔ مگر تمام گھر کے آدمی احمدی ہوں اور بیوی مذکور نے بیعت نہ کی ہو۔ تو اس کے جنازہ کا کیا حکم ہے۔ فرمایا جس کا ایمان کامل نہیں اس کے جنازہ کا کیا فائدہ ہو الفضل مذکور ص ۱۲۱

مسلمان کچھ کا جنازہ جائز نہیں

۱۶ آپس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی تھا۔ اس کا جنازہ بھی نہ

پڑھنا چاہیے (انوار خلافت ص ۹۳)

مسلمان سہر و ول اور عیسائیوں کی طرح کافر ہیں  
ان کو اپنی لڑکی ست دو

(۷) کیا کوئی غیر احمدیوں (مسلمانوں) میں ایسا بیدین ہے جو کسی مذہب یا عیسائی کو اپنی لڑکی دیدے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو۔ مگر وہ تم سے اچھے ہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو (طا لکۃ اللہ ص ۴۹)

جہاد قطعاً حرام ہے

(۸) ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو میح موعود جانتا ہے اسی رضہ سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے۔ کہ اس نے اپنے جہاد قطعاً حرام ہے (ضمیمہ رسالہ جہاد ص ۱) بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنٹ سے جہاد کرنا درست یا نہیں۔ سو یاد ہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے۔

کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ محسن کی بدخواہی

ایکہ حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ شہادۃ القرآن ص ۱۵

(۹) آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا۔ خدا کے حکم کے ساتھ منسوخ کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر یا تلوار اٹھاتا ہے۔ اور اپنا نام غازی رکھتا ہے۔ وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے کہ میح موعود (یعنی مرزا صاحب) آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور (یعنی مرزا صاحب) کے بعد

تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ الخ۔

اشہار حنیفہ مینارۃ المیج ۲۸ مئی ۱۹۳۰ء ص ۲  
(۱۰) یاد ہے کہ مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ فرقہ جس کا خدا نے مجھے امام اور پیشوا اور رہبر مقرر فرمایا ہے۔

ایک بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ وہ یہ کہ اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں۔ نہ اس کی انتظار ہے۔ بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہراً طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو ہرگز جائز نہیں سمجھتا۔ اور قطعاً اس بات کو

حرام جانتا ہے (اشہار واجب الاطہار ص ۲۲) رضہ ۱۹ ص ۱  
کیا یہ میح (مرزا صاحب) پاگل ہے یا منافق؟  
اچھے میح آئے کہ جس قوم کو دجال اور یاجوج و ماجوج بتائیں اور ایکو شکست دینے کیلئے اپنی مسیحیت ظاہر کریں اور اسی کی اطاعت اپنا جزو ایمان قرار دیں۔ اور اسی سے قیامت

مک کیلئے جہاد حرام فرمائیں ۵

”ایں کار از تو آید و مرداں چنین کنند“

مشہور مقولے کے مطابق آپ جیسے دلی مسیحیت سے ایسے متعارض کلمات کی امید نہیں جو آپ کے پاگل یا منافق ہونے کی کھلی نشانی ہے۔ جیسا کہ آپ ہی کی مندرجہ ذیل کلام سے ظاہر ہے اور ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق (دست چمن ص ۳)

مرزا میوں سے ایک سوال :- کیا آبا جان کی سی



نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کا قرعہ  
دوسرے برادران اسلام پر جم اس امر کو بھی واضح کر دینا چاہیے  
ہیں کہ تمام اسلامی فرقے کتاب اللہ سنت رسول اللہ صلعم  
اور اجماع امت کے مطابق اس امر متفق ہیں کہ آپ  
خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں۔ اس کے خلاف دعویٰ کرنا والا

کافر ہے۔ اور اس پر اصرار کرنے والا واجب القتل ہے جیسا  
کہ روح المعانی میں ہے۔ وکونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم  
النبیین مما نطق بہ الکتاب وصدعت بہ السنۃ  
واجمعت بہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ وقیل ان اخر  
روح المعانی ۱/۵۷۳ء۔ ترجمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کے آخری نبی ہونے پر یہ صرف قرآن کریم بلکہ تمام آسمانی کتابیں  
ماطی ہیں۔ اور احادیث نبویہ نے نہایت وضاحت سے مسئلہ  
کو بیان کر دیا ہے۔ اور تمام امت نے اس پر اجماع اور اتفاق  
کیا ہے۔ اس لئے اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔  
اور اگر اصرار کرے تو واجب القتل ہے۔

خلاصۃ الفقادی اور فصول عمادی میں ہے والوداعی وجعل  
النبوة دطلب رجل المحجن لا قال بعضهم کیف وقال  
بعضهم ان کان غرضه اظہار عجزہ وافتضاہ  
لا یکف۔ خلاصہ ص ۲۸۶ ج ۳ فصول ص ۱۳۰ ترجمہ۔  
آپ کے بعد اگر کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور کسی مسلمان نے  
اس سے عجزہ طلب کیا تو بعض ائمہ نے کہا۔ یہ عجزہ طلب کرنے  
والا بھی مطلقاً کافر ہے۔ (مدعی تو آپ کے بعد دعویٰ نبوت کی

بہادری پر صاخرادہ بشیر الدین محمود خلیفہ ثانی قادیان اپنے پمفلٹ  
”دلائل ایمان“ میں تبلیغ حق کے لئے مسیحی فوج میں بھرتی ہو کر اپنے آبا  
جان کے مندرجہ بالا ارشادات گرامی کے مطابق مسلمانوں کے مقابلہ  
میں خون کی ندیاں بہا نیکی دعوت نے ہے ہیں جیسا کہ آپ کے  
مندرجہ ذیل تبلیغی ٹرکیٹ ملا کی عبارت سے ظاہر ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے دعویٰ پر ایمان لاتے ہوئے  
احادیث کو قبول کرو۔ تاکہ یہ مصیبت کے دن ٹل جائیں۔ اگر دناوار  
ہو تو دیر نہ لگاؤ۔ اٹھو اور اپنے غلوں سے اس باغ کے درخت کو  
سیراب کرو۔ آسمانی باغ کنوؤں کے پانیوں سے نہیں بلکہ مومنوں کے  
خون سے سیंचے جاتے ہیں۔ تبلیغی ٹرکیٹ نمبر ۴۔

نذکرہ بالا عبارات میں مرزا صاحب اور ان کے خلیفہ ثانی  
مرزا بشیر الدین محمود نے سارے حیرہ مومنان کے متفقہ مسائل کو  
فسوخ و فکاس امر کی کمال تصدیق فرمادی ہے کہ مرزا صاحب کا  
دعویٰ تشریحی نبوت کا ہے۔ غیر تشریحی کا نہیں جیسا کہ مافروضہ  
دلیل قادیان نے ناواقف لوگوں کو دھوکہ دے کر گمراہ کرنے کی ناکام

کوشش فرمائی ہے۔ ورنہ اپنے فکر کو کافر اور اسلام کے مذکورہ بالا  
مشفقہ مسائل پر خط تینے کھینچنے کے کیا معنی۔ کیا مافروضہ تبلیغ  
قادیان اور ان کے اذنا ب و انیاب کو ان تصریحات کے باوجود  
یہ کہنے لائق ماحصل ہے کہ مرزا صاحب تشریحی نبی نہ تھے۔ کیا  
اب بھی بزرگان ملت کے ان اقوال کے مطابق جنہیں مافروضہ  
موصوف نے اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے پمفلٹ میں شائع  
فرمایا ہے۔ مرزا صاحب کافر نہیں ہیں؟

دجر سے کافر ہے۔ اور طالب حجرہ آپؐ آخری نبی ہونے میں شک کر نہ لیں دجر سے کافر ہے۔ اور یہی قول امام اعظم ابو حنیفہؒ کا ہے خیرات الحان مذہب (اور بعض نے یہ تفصیل فرمائی ہے) کہ اگر دوسرے مسلمان نے اس دعویٰ نبوت کو عاجز اور رسوا کرنے کیلئے معجزہ طلب کیا ہے۔ تو کافر نہیں ہے۔ (آپؐ خاتم النبیین ہوئے کے کیا معنی ہیں) اور آپؐ کے خاتم النبیین ہونے کے یہی معنی ہیں کہ آپؐ کے بعد مطلقاً منصب نبوت کسی کو نہیں دیا جائیگا اور نہ کوئی نیا نبی آپؐ کے بعد پیدا ہوگا۔ عیسیٰؑ جو آپؐ کے بعد تشریف لائے ان کو کوئی نیا منصب نبوت نہیں عطا کیا جائیگا۔ بلکہ آپؐ پہلے ان کو یہ منصب دیا جا چکا ہے۔ اور وہ آپؐ سے پہلے ہی ہو چکے ہیں۔ جیسا کہ ایک صوبہ کا گورنر دوسرے صوبہ میں آئے۔ تو وہ بذاتہ گورنر ہی ہے اور دوسرے گورنر کے احکام کا پابند بھی ہے۔ اسی طرح عیسیٰؑ آپؐ کی امت میں تشریف لائیں گے جو بذاتہ رسول ہیں لیکن تبلیغ احکام میں آپؐ کی شریعت کے تابع ہونگے۔ تاکہ آپؐ کی فضیلت کو دیگر انبیاء پر علماً ثابت کر دیا جائے کہ اول الزم صاحب شریعت جدیدہ آپؐ کے ماتحت ہو کر آپؐ کے احکام کی تبلیغ فرمائیں گے۔ اور کسی نبی کو یہ فضیلت نہیں دی گئی۔

تھہ شرع نہاج میں کلمات کفر شمار کرتے ہوئے لکھا ہے اوجوز نبوتہ اید بعد وجود نبینا صلی اللہ علیہ وسلم عیسیٰ علیہ السلام نبی قبل فلا یدر از کفار مذہب (یعنی یہ بھی کفر ہے) کہ کسی کی نبوت ان حضرات صلعم کے بعد جائز

رکھے اور علیؑ (چونکہ) آپؐ سے پہلے نبی بکر منصب نبوت پاکہ ہیں۔ اس لئے ان کے نزول (دوبارہ آنے) سے آپؐ خاتم النبیین ہونے پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

ختم نبوت کے متعلق خود حضور علیہ السلام کا فیصلہ جاری اور مسلم میں ہے۔ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما فی صلوٰۃ اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتاً فاحسنه و اجملہ الا موضع اللبۃ من زاوین فحجل الناس یطوفون و یحجون له و یقولون ہلا و ضحبت هذه اللبۃ و انا خاتم النبیین رواہ البخاری فی کتاب الانبیاء و مسلم فی الفضائل ص ۲۴ ج ۲ و

احمد فی مسندہ ص ۳۹ ج ۲ و النسائی و الترمذی و فی بعض الفاظہ کلنت اما مددت موضع اللبۃ و ختمہ فی البیان و ختمہ فی الرسل هكذا فی المکنز ابن عساکر۔ ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا میری مثال پہلے انبیاء کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے نہایت اچھا گھر بنایا۔ مگر اس کے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے

چھوڑ دی۔ پس لوگ اس گھر کو دیکھنے کے لئے جوق جوق آتے ہیں۔ اور خوش ہوتے ہیں۔ اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (تاکہ مکان نبوت کی تعمیر پوری ہو جاتی) چنانچہ میں نے اس گوشہ کو پُر کر دیا۔ اور مجھ سے قصر نبوت

کمل تھا۔ اور میں خاتم النبیین ہوں یا مجھ پر تمام رسول ختم کر دیئے گئے۔ جو کہ مسئلہ ختم نبوت کو صرف نہایت تشریحی ایک نقطہ خاص کر دینا چاہتے ہیں جیسا کہ امت مرزائیہ کا خیال ہے۔ اس حدیث کے مندرجہ پر غور فرمائیں کہ ان حضرت صلعم نے کسی بیعت تشریف کیا تھا ان کے احوال باطلہ کا مستیصال فرمایا ہے۔ کیونکہ اس تشریف کا حاصل یہ ہے کہ نبوت ایک عالمی تشنگی کی طرح ہے جس کے ارکان انبیاء علیہم السلام ہیں۔ خاتم الانبیاء صلعم کے اس عالم میں تشریف لائے پہلے یہ محل بالکل تیار ہو چکا تھا۔ لیکن ایک اینٹ کی کمی اس کی تعمیر میں باقی تھی جس کو خاتم الانبیاء صلعم نے پورا فرما کر قصر نبوت کی تکمیل فرمادی۔ اب اس میں نہ تو نبوت تشریف کی اینٹ کی گنجائش ہے اور نہ غیر تشریفیہ وغیرہ کی جیسا کہ حدیث کے الفاظ میں مثلاً الانبیاء من قبلی کے عموم سے ظاہر ہے۔ جن میں انبیاء شریعت جدیدہ اور پہلی شریعتوں کے متبع سب شامل ہیں کیونکہ ان سب کے مجموعہ ہی سے قصر نبوت بنا تھا۔ جس میں صرف ایک اینٹ کی کمی تھی جسے خاتم الانبیاء صلعم نے پورا فرما کر ہمیشہ کیلئے اس کی کاخائیمہ فرمادیا۔ اب آپ کے بعد کسی قسم کے نبی کی گنجائش نہیں رہی۔

تفسیر ابن کثیر رجاشیہ فتح الرحمن میں ہے:- حدیث ۷۷۰ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا اول النبیین فی الخلق و آخرهم فی البعث۔ ترجمہ:- میں حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ میں نبیائش میں تمام انبیاء علیہم سے پہلے تھا اور نبوت میں سب سے آخر ہوں۔ اس حدیث نے

اس امر کو بالکل واضح کر دیا ہے کہ اگر کوئی غیابی مرزا غلام احمد کی طرح آپ کے بعد مبعوث ہوگا۔ تو نبوت میں آپ کا سب سے آخر ہونا صحیح ثابت نہ ہوگا۔ جو مضمون حدیث کے بالکل خلاف ہے۔ عائشہ صدیقہ رضی عنہا سے بخاری میں ہے۔ حدیث ۲۷۰۰ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يبق من النبوة الا المبتلى ترجمہ:- اس حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ نبوت میں سے بشارات کے سوا کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ اس سے بھی زیادہ مفصل عائشہ صدیقہ رضی عنہا ہی سے کنز العمال میں ہے۔

حدیث ۷۷۰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال لا یبقی البعداء من النبوة شیء الا مبشرات قالوا یا رسول الله وما المبشرات قال الرضا الصالحة یراها المسلم او تریہ۔ ترجمہ:- آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ میرے بعد بشارات کے سوا نبوت میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہیگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ بشارات کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا۔ اچھی خواب جو کوئی مسلمان خود دیکھے یا اس کے لئے کوئی اور دیکھے۔ عائشہ صدیقہ رضی عنہا کی ہر وہ مذکورہ بالا حدیثوں نے بھی اس امر کو بالکل واضح کر دیا ہے۔ کہ آپ کے بعد ہر قسم کی نبوت تشریفیہ ہر وہ غیر تشریفیہ سب کا خاتمہ ہے۔ اگر کوئی شخص بشارت یعنی محض اچھا خواب دیکھنے کی وجہ سے نبی کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے تو پھر اس میں جناب مرزا صاحب کی کیا خصوصیت ہے۔

عائشہ صدیقہ رضی عنہا ہی سے کنز العمال میں ہے:- حدیث ۷۷۰ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

انا خاتم الانبیاء و مسجدی خاتمہ مساجد الانبیاء ترجمہ  
 آں حضرت صلعم نے فرمایا کہ میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد  
 مساجد الانبیاء کی خاتمہ ہے یعنی جو کہ میں نہیں سنا ختم کر دینے والا  
 ہوں اور میری مسجد مساجد انبیاء کی ختم کر دینے والی ہے۔ اس لئے  
 میرے بعد نہ تو کوئی نبی بنایا جائیگا۔ اور نہ کوئی نبی کی مسجد بنیگی۔  
 اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ دنیا میں میرے بعد کوئی بھی مسجد بنیگی۔  
 جیسا کہ امت مرزا نے اس حدیث کے جواب سے تمکک کر لیا  
 غلط معنی کیا کرتی ہے۔

کیا ان تصریحات کے بعد کسی کمان بلکہ کسی منصف انسان کو یہ حق باقی  
 رہتا ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر یہ افترا باندھے کہ آپ ختم نبوت سے  
 انکار فرمائی ہیں یا انبیاء باللہ جیسا کہ ناظر دعوت تبلیغ قادیاں نے  
 اپنے پمفلٹ میں ایسا کرنے کی کوشش کی ہے (حقیقت عائشہ رضی اللہ عنہا پر  
 مرزا یوں کا جھوٹا الزام اور اس کا جواب)

گو مذکورہ بالا صحیح اور معتبر روایات کی موجودگی میں قول اللہ  
 خاتم الانبیاء ولا تقولوا لابنی بعد لا ترجمہ: یہ تو  
 کہو کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں اور یہ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں  
 جیسی ضعیف روایت کا جواب (جسے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے

منسوب کیا جاتا ہے) دینے کی چیزاں ضرورت اور حاجت نہ تھیں۔  
 لیکن چونکہ قصر مرزائیت کا سنگ بنیاد ناظر دعوت و تبلیغ قادیاں  
 نے اپنی تحریر میں اسی روایت کو قرار دیا ہے۔ اس لئے اس کے  
 منقطع جواہر عرض کیا جاتا ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حیات عیسیٰ علیہ السلام  
 کو نہ قائل ہیں۔ جیسا کہ جمہور صحابہ اور مجاہد امت کا مذہب ہے

لا بنی بعد لا سے بظاہر اس عقیدہ کی نفی لازم آتی ہے جو جمہور امت  
 کے خلاف ہے۔ اس لئے فرماتی ہیں: قول اللہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا  
 لابنی بعد لا یعنی آں حضرت صلعم کو خاتم الانبیاء تو بیشک کہو۔ اور یہ  
 نہ کہہ کر آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ کیونکہ عیسیٰ آپ کے بعد تشریف  
 لائے تھے ہیں۔ جیسا کہ حضرت اخیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ کے سند رجحان  
 ارشاد سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ مراد ظاہر ہے۔  
 حبیب اذا قلت خاتم الانبیاء فانما کنما حدثت ان عیسیٰ  
 علیہ السلام خارج فان هو خرج فقد کان قبلہ و بعدہ  
 (درمشورہ ص ۵) ترجمہ: تمہارے لئے صرف خاتم الانبیاء کہہ دینا  
 کافی ہے (لا بنی بعد کہنے کی ضرورت نہیں) کیونکہ ہم سے حدیث بیان  
 کی گئی ہے۔ کہ عیسیٰ نکلنے والے ہیں۔ پس جب وہ نکلیں گے تو وہ آپ کے  
 پہلے بھی ہوئے اور بعد میں بھی۔ حضرت اخیرہ کے اس ارشاد نے اس امر  
 کو بھی واضح کر دیا۔ کہ آنے والے عیسیٰ سے وہی مراد ہیں جو آپ سے پہلے  
 بھی تھے اور بعد میں بھی ہونگے۔ مرزا غلام احمد ہرگز مراد نہیں۔ جو کہ  
 پہلے نہ تھا اور بعد میں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس ارشاد کا یہ ہرگز منشا نہ تھا کہ عائشہ رضی  
 آپ کے بعد عیسیٰ کے سوا کسی اور نے نبی یعنی مرزا صاحب جیسے کے  
 تشریف لائیکا عقیدہ رکھتی ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حدیثوں سے  
 ظاہر ہے۔ جن کے روایت کرنے والوں میں خود عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔  
 (طاہر سندھی کی مراد)

یہی مراد اس عبارت کی ہے جسے ناظر صاحب موصوف نے سید  
 محمد طاہر سندھی کے حوالہ سے تکرار جمع البحار سے نقل کیا ہے۔

جیسا کہ ان کے الفاظ (ہذا غلطاً اِلیٰ نَزَلَ عِیْسٰی وَ هَذَا اِلٰیضًا لَا یَمَانِیْ لَآ بَنِیْ جَعْفَرٍ) یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول لَا تَقُولُوا لَا بَنِیْ جَعْفَرٍ کے دوبارہ نازل ہونے کو برہنہ کر رکھا ہے اور یہ حضور کے ارشاد لَا بَنِیْ جَعْفَرٍ کے بھی مخالف نہیں ہے۔ سے ظاہر ہے۔ ظاہر سندھی کا یہ ہرگز منشاء نہیں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی اور نبی کے آنے کی قائل نہیں کیونکہ یہ امر عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا روایات کے قطعاً مخالف ہے۔

### اولیاء اللہ اور بزرگان دین کی مراد

اور یہی مراد بزرگان ملت کے ان اقوال کی ہے جنہیں ناظر دعوت تبلیغ قادیاں نے اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے پیش کیا ہے کیونکہ اگر مرزا صاحب اور ناظر صاحب کے بیان کردہ معنی نبوت کے مطابق ان بزرگان ملت کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کسی اور نبی غیر تشریفی کا آنا ثابت ہوتا اور روایت ابن ماجہ کو عاشق ابراہیم لکان نبیاً (ترجمہ) اگر ابراہیم زندہ رہتے تو البتہ نبی ہوتے کہ یہ معنی ہوتے کہ آپ کے بعد سچے نبی آئیں گے جو کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بیان کردہ معنی وَلَوْ بَقِیَ لَکَانَ نَبِیًّا لَا کُنْ لَہِ یَقِیْنٌ لَا کُنْ نَبِیًّا لَکُمْ اَحَدٌ اَلْاَنْبِیَاءُ (ترجمہ) اور اگر ابراہیم باقی رہتے تو نبی ہوتے لیکن اس لئے باقی نہ رہے کہ تھا سچے نبی تشریفی نہیں ہیں قطعاً مخالف ہے تو علی قادری بلا قید تشریفی آپ کے بعد ہر دعویٰ نبوت کو کافر قرار دیتے۔ جیسا کہ علامہ جو صوف شریعت فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔ کہ دَعْوٰی النَّبِیَّةِ لَہِ

نَبِیًّا صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُفْرًا بِالْاِجْمَاعِ (شرع فقہ اکبر ص ۲۸) ترجمہ :- اور نبوت کا دعویٰ ہمارے نبی صلعم کے بعد بالاجماع کفر ہے۔ نیز علامہ جو صوف شریعت شائل میں مہربوت کو نبوت کی طرف اضافت فرما کر سب نبوت میں کسی آنے والے نبی کا داخلہ ممنوع نہ قرار دیتے۔ جیسا کہ شرع شائل میں ہے :-

وَاِضَافَتُهُ اِلٰی النَّبِیَّةِ لَا تَحْتَمِلُ حَتَّہُ بِمَیِّتِ النَّبِیَّةِ حَتَّی لَا یَدْخُلُ بَعْدَہَا اَحَدٌ (ترجمہ) مہربوت کی اضافت نبوت کی طرف اس لئے ہے کہ اس کے ذریعے سے محل نبوت پر مہربوت لگ چکی ہے۔ یہاں تک کہ اس کے بعد کوئی اس میں داخل نہ ہوگا۔ نیز آیت قرآنیہ لَوْ کَانَ فِیْہِمَا الْہِتٰی لَا اللہُ لَفَسَدَتَا۔ (ترجمہ) اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو البتہ زمین و آسمان برباد ہو جاتے۔ کے بھی یہی معنی ہونگے۔ کہ خدا کے سوا اور معبود بھی ہو سکتے ہیں۔ نیز لَوْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ اَفَا نَا اَوَّلُ الْعٰلَمِیْنَ اگر خدا کیلئے بیٹا ہوتا تو میں سے پہلے اُس کی عبادت کرنا کے بھی یہی معنی ہونگے کہ خدا کے بیٹے ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ یہ قطعاً باطل ہے اسی طرح مذکورہ بالا آیت ابن ماجہ کے یہ معنی لینا کہ آپ کے بعد نبی ہو سکتے ہیں بھی باطل ہے۔ ورنہ خدا کا شریک اور خدا کا بیٹا ماننا پڑے گا۔ جو قطعاً باطل ہے۔

علامہ جو صوف کی ان تصریحات نے محل نبوت پر مہربوت کا مرزا صاحب کی ایجاد کردہ نبوت تشریفی اور غیر تشریفی دونوں کا خاتمہ فرما دیا ہے۔ (نبوت تشریفی اور غیر تشریفی کے بیان کردہ



معنی غلط ہیں) نیز شیخ اکبر محمدی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مرزا صاحب کے بیان کردہ معنی نبوت کے مطابق عیسیٰ کے سوا اگر کسی غیر تشریفی نبی کا اثبات ہوتا تو اپنی کتاب فتوحات کیمہ کے صفحہ ۱۵ جلد سوم پر مندرجہ ذیل تصریح فرما کر مرزا صاحب اور ان کے اذنب و انیاب کی امیدوں پر ہمیشہ کیلئے پانی دھیر جاتے۔ جیسا کہ ارشاد فرماتے ہیں۔ فَلَاحِقَ لِلدُّنْيَا وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اَرْتِفَاعُ النَّبُوَّةِ اِلَّا التَّحْلِيْلَاتِ وَاسْتَدَّتْ اَبْوَابُ الْاَقْبَابِ وَالنَّوَاهِجِ فَمِنْ اَدْعَاہَا بَدْعُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَهُوَ مَدْعٰی شَرِیْعَۃٍ اَوْحَاہَا اللہُ سَوَاءٌ وَاَفَقَ بَہَا شَرَعْنَا وَخَالَفَ۔ یعنی آج ادیان کیلئے نبوت اٹھ جائیے بعد بجز توفیقات کچھ باقی نہیں رہا۔ اور امر و نہی کے سب دروازے بند ہو چکے ہیں۔ اب جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امر و نہی کا مدعی ہو (جیسے مرزا صاحب اربعین علیہ صلاۃ) وہ اپنی طرف وحی شریعت آنیکا مدعی ہے خواہ وہ وحی ہماری شریعت کے موافق ہو یا مخالف :

شیخ اکبر کی اس عبارت نے اس امر کو بالکل واضح کر دیا کہ مرزا صاحب اور مرزا صاحب کے بیان کردہ معنی نبوت تشریفی اور غیر تشریفی غلط ہیں۔ بلکہ آپ کے بعد ہر مدعی نبوت خواہ اس کی وحی پہلی وحی کے مطابق ہو جسے مرزا صاحب غیر تشریفی نبی فرماتے ہیں۔ یا مخالف جسے آپ تشریفی نبی قرار دیتے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں تشریفی نبی کہلاتا ہے۔ جو مرزا صاحب نیز مرزا صاحب موصوف کے بیان کردہ معنی نبوت کے سراسر خلاف ہے۔

نیز امام عبد الوہاب شترانی نے البیاقیت والجواہر ص ۳۴ جلد ۲ شیخ اکبر کی مندرجہ بالا عبارت پر عبارت ذیل درج کی کہ ان مکلفاً ضعیفاً عنقہ والا ضعیفاً عنقہ (ترجمہ) پھر اگر وہ مدعی نبوت مکلف ہے یعنی مجنوں وغیرہ نہیں تو ہم سے قتل کریں گے اور اگر مکلف نہیں یعنی دیوانہ ہے تو ہم سے اعراض کر بیٹے کا اضافہ فرما کر اس امر کا فیصلہ فرما دیا ہے کہ امام موصوف کی عبارت مندرجہ پمفلٹ کا وہ مطلب نہیں ہے جسے ناظر قادیان نے بیان کیا ہے۔ بلکہ ایسی نبوت یعنی غیر تشریفی کے مدعی کو بھی امام موصوف واجب القتل قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ شیخ اکبر کی مندرجہ بالا عبارت پر امام موصوف کے اضافہ سے ظاہر ہے۔

شیخ اکبر کی مندرجہ بالا عبارت میں جب یہ امر طے کر دیا گیا ہے کہ ہر مدعی نبوت خواہ احکام جدیدہ لانے والا ہو۔ خواہ پہلی شریعت کا تابع ہو کر دعوے نبوت کرنے والا ہو۔ اصطلاح شریعت میں تشریفی نبی کہلاتا ہے۔ تو ناظر موصوف کا عارف ربانی عبد الکرم حبیلانی اور شاہ ولی اللہ صاحب چوہدرت دہلوی نیز علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہم کی نقل کردہ عبارات میں القطار نبوت تشریفی کا یہی بیان کرنا کہ آپ کے بعد عیسیٰ یا کسی سوا غیر تشریفی نبی جو پہلی شریعت پر عامل ہوتا سکتا ہے۔ کتاب اللہ۔ سنت رسول اللہ۔ اجماع امت نیز شیخ اکبر کی مندرجہ بالا تصریح کے قطعاً مخالف ہوئی جو ہر سے ناقابل اعتبار ہے۔ اور یہ ان بزرگان ملت پرست مرزا ائمہ کی طرف سے علانیہ احکام

شہنشاہ کی مخالفت کا جھوٹا الزام ہے۔ اسی طرح مولانا محمد قاسم صاحب رحمہ بانی دارالعلوم دیوبند کی غیر متعلقہ عبارت کو اول آخر کاٹ کر غلط طریق پر پیش کرنے سے مولانا موصوف کے خلاف غلط فہمی پھیلانا ہے جس سے ناظر موصوف کی دیانت کا پتہ چلتا ہے۔ ورنہ مولانا مرحوم کا مقصد آل حضرت صلعم کے کلمات نبوت میں اس امر کو واضح فرمانا ہے کہ آپ کی فضیلت محض آخری زمانہ میں پیدا ہونے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ آخری زمانہ آپ کی وجہ سے تمام زمانوں پر فوقیت رکھتا ہے۔ مولانا موصوف کا یہ ہرگز نفا نہیں ہے کہ حضورؐ کے بعد مرزا غلام احمد جیسے جھوٹے مدعیان نبوت کیلئے دروازہ کھلا ہوا ہے۔ چنانچہ اسی کتاب بخیر الناس کے ص ۱ پر خاتمیت زمانی کے منکر کو مولانا موصوف نے کافر فرمایا ہے۔

مرزا صاحب نبی ہیں مگر جھوٹے  
علاوہ ازیں آپ کے ارشاد اِنَّهٗ سَكُوْنَ فِیْ اَمْتِیْ لَدَاوُنْ ثَلَاثُوْنَ كَلْحَمَّ یُزَعِمُهٗ اَنَّهُ نَبِیٌّ وَاَنَا خَالِدُ النَّبِیِّیْنَ لَا بَنی بعدی (رداء مسلم) ترجمہ۔ قریب ہے میری امت میں سے تیس جھوٹے (دجال) پیدا ہونگے جن میں سے ہر ایک یہی گمان کریگا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں پیدا ہوگا۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے) کے مطابق جھوٹے نبوت کے دعویدار ضرور پیدا ہونگے۔ جیسا کہ مسلمہ کذاب۔ اسود بنی ختمار۔ میان ابن سمعان رافضی۔ یزید ابن ابیہ خارجی۔ محمد علی باب۔ بہاء الدین وغیرہ جیسے متنبی (جھوٹے مدعیان نبوت) پیدا ہوئے اور اپنے جھوٹے دعوؤں کی دنیا میں

## پنجاب کے آریہ متروک سوال (قسط نمبر چہارم)

الہام اور وید

(۱۵) یکھو رسالہ ماہ اپریل ۱۹۳۷ء  
(ایک حق پسند نو مسلم کے قلم سے)

سوال ۵۹۔ الہام کی توفیق اور الہام کا مترادف لفظ یہی ہم معنی لفظ وید متروک سے بیان کرو۔ جن سے بخوبی معلوم ہو سکے کہ الہام کیا چیز ہے۔ یعنی بتاؤ کہ ویدوں میں الہام کے لئے کون سی تعلیم اور تصریح ہے؟ آپ کا دعویٰ ہے کہ وید جگہوں و ویدا کا اکھٹ بھنڈا ہے!

(۶۰) اگر ویدوں میں الہام کی توفیق اور الہام کا معنی لفظ اور تعلیم اور تصریح نہیں ہے تو ثابت ہونا ہے کہ وید الہامی کتاب نہیں ہے۔ کیونکہ (جو) رُوح تو الہیکم (تھوڑی مدھی والا) ہے۔ اس کو کس طرح علم تھا کہ الہام (ایشوری گیان) ایک نعمت عقلی ہے؟ کیا وید ایسی بنیادی اور ضروری تعلیم دینے سے بھی قطعی غاری (اور عاجز) ہیں؟

(۶۱) جب وید الہامی ہونیکا دعویٰ ہی نہیں کرتے تو آریہ دوستوں نے کیوں آسان سر پر اٹھایا ہے کہ وید الہامی کتاب میں حالانکہ عاقلوں نے سچ کہا ہے۔ کوشک آنت کہ ٹوڈ بوید نہ کہ عطا گوئی کیا آیا تو نہیں ہے کہ پیراں نمی پرند پیراں راہریاں سے پرانند۔ یا مدعی سست گواہ چیت "والا معاملہ ہے؟

(۶۲) وید ایسی زبان میں ہیں جو کسی بھی ملک میں نہیں بولی جاتی۔ اب ایسی غیر انسانی زبان کس طرح سمجھ میں آئیگی؟ ان دیک ایشور کی مرضی ہے۔ کہ دنیا ویدوں کے الہام سے بالکل محروم ہے

(۶۳) ویدوں کا الہام ضرورت پیدا ہونے سے پہلے ہوا ہے یا بعد؟ اگر پہلے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ دیک الہام فضول ہے۔ جو آب ندیدہ موزہ از پاکشیدہ اگر ضرورت کے بعد الہام ہوا ہے تو پھر ویدوں کے قدیم ہونے کا دعویٰ غلط ہے۔ دعویٰ بلا دلیل کا تو مباشوں نے ٹھیکہ لے لیا ہے۔

(۶۴) اگر بوقت ضرورت الہام ہوا ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسانوں کو ابتدائی زمانہ میں پیدا ہونے سے ہی ہوائی جہازوں۔ دریائی جہازوں۔ ریل۔ تار۔ توپ اور بندوق وغیرہ اعلیٰ اسبابوں کی کونسی ضرورت پڑی جو ایشور نے ان باتوں کی بھی تعلیم دے چھوڑی؟

(۶۵) ویدوں کے منتروں پر رشیوں کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ یہ رشی آیا ویدک منتروں کے مصنف ہیں یا شارح۔ اگر مصنف ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ وید الہامی نہیں ہیں۔ اگر شارح ہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ چاروں وید متن ہیں

یا شارح۔ اگر متن ہیں تو شارح پیش کرو۔ اگر شارح ہیں تو متن پیش کرو؟ اگرچہ ہم کو یقین ہے کہ مہار پرے تک پیش نہیں کر سکو گے۔

(۶۶) ویدوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وید سے پہلے دنیا میں کئی قومیں موجود تھیں۔ دیکھو خود وید بھگوان آگیا دیتا ہے کہ "جو عالم نیک دبے رعایت بزرگ و ریشور کے دھرم کے پریمی رتم سے پہلے گزر چکے ہیں جس طرح وہ قادر مطلق پریشور کے دھرم پر چلتے تھے۔ اسی طرح

تم بھی اسی پتے دھرم پر چلو۔" (رگ ویداشنگ ۸ حصے ۸ درگ ۹ منتر ۲)۔ اب "تم سے پہلے گزر چکے ہیں" اور دھرم پر چلتے تھے۔ یہ دونوں فقرے خاص غور طلب

ہیں۔ جو خاص دکھاتے ہیں کہ وید شروع وید سے نہیں ہیں (۶۷) وید بھگوان اپنی کہانی اس طرح بیان کرتا ہے "تم نے پہلے میدانوں میں دشمنوں کی فوج کو جیتا ہے۔ اور روئے زمین کو فتح کیا ہے۔" (اتھروید۔ کھانڈ۔

انوداک ۱۰۔ درگ ۹ منتر ۳) یہ منتر بھی صاف دکھاتا ہے کہ یہ ریشیاں ویدوں کی تصنیف سے پہلے ہو چکی تھیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وید شروع دنیا سے نہیں ہیں۔

(۶۸) اب آریہ مترو ادا یا بالکر پھر کیو وید ادھیا ۱۳ منتر چار لا بھی درشن کرو۔ لے ان لو! جو کچھ پیدا ہوا ہے ہوا تھا اور ہوگا اس کا ایشور مالک تھا ہے اور ہوگا۔ ہوا تھا لے نقطہ پر غور کرو۔ کیا اس تصریح کے بعد بھی وید کو

قدیم سے مانتے ہو؟

(۶۹) بھوید میں انگریس کا نام کیوں آیا ہے۔ فرید رائے بھوید میں تلوار۔ بندوق۔ توپ۔ تیر و گان اور گھوڑے کی انیاڑی اور بچھاڑی کی رسی۔ لگام کشتی اور شیرینی مالپٹروں (وہ ۱۰)۔ ہانڈی کوٹھی۔ اکھرا مہرا وغیرہ کے نام کیوں بیان میں آئے ہیں۔ جن کا وجود انسان کے ہی ذریعہ ہوا ہے۔ اسی سے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ وید شروع دنیا سے نہیں ہیں (۷۰) آریوں کا سدھانت ہے کہ الہام شروع دنیا میں کیا ہی بار ہوتا ہے۔ اور پھر ہمیشہ کیلئے بند ہوجاتا ہے۔ توسول پیدا ہوتا ہے کہ الہام بھی خدا کی ایک صفت ہے۔ وہ بھر کیوں محفل اور بیکار اور بند ہوجاتی ہے۔ حالانکہ خود آریوں کا سدھانت ہے کہ ایشور کی کوئی بھی صفت کسی بھی وقت محفل اور بیکار نہیں رہتی ہے۔

(۷۱) کیا وید شروع دنیا سے ہیں اور کیا وید کے بعد الہام بند ہو چکا ہے۔ یہ دعویٰ آپ کا من گھڑت ہے یا وید نگہبان بھی اس کا دعویٰ ہے۔ اس کے ثبوت میں ویدنتر میں کرو۔

(۷۲) کیا وجہ ہے کہ ہر ایک رشی کے آدھم (شروع) میں چار وید ان چار رشیوں اور اسی آریہ ورت اور اسی سنکرت زبان میں الہام ہوتے رہتے ہیں۔

(۷۳) الہام کی لیاقت کا حاصل ہونا جس عمل پر موقوف ہے اس عمل کا کرنا بھی کیا کسی زمانہ یا ملک یا قوم یا شخص کیلئے مخصوص ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو دنیا میں چار رشیوں کے لئے وید

الہام مخصوص کیوں ہے؟ کیا ویدک ایشور کی ایشوری صرف آریہ ورت کیلئے مخصوص اور محدود ہے؟

(۷۴) اگر ویدوں کا الہام مذکورہ بالا حالتوں کے لئے مخصوص ہے تو صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ ویدک دھرم عالمگیر یعنی ایک ہی وقت ساری دنیا کے لئے نہیں ہے ورنہ ویدک الہام ہمیشہ کیلئے صرف آریہ اور آریہ ورت کیلئے ویدک ایشور نے مہر کر کے چھوڑ دیا ہے۔

(۷۵) ویدوں کا الہام خاص سنکرت زبان میں کیوں ہوتا ہے۔ دوسرے ویدوں کے الہام کا سنکرت یعنی غیر انسانی زبان میں ہونے کا کیا باعث ہے۔ تیسرا جن پر وید الہام ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد چار ہیں کیوں بند اور محدود اور مقرر ہے۔ اور چونکہ ان چار ہی ملہمان وید کا ایک ہی وقت میں پیدا ہونے کا کیا باعث ہے۔ اور پانچواں دوسرے کسی بھی شخص کا بلہم نہ ہونے کا کیا باعث ہے۔

(۷۶) ایشور کا ویدوں کے الہام سے کیا مطلب ہے۔ آیا انسانوں کو ہدایت یا ملہمان کو اعمال (کرم) کی جزا دینا؟ اگر ہدایت مقصود ہے تو اعمال کی جزا عظیم ہے اگر جزا دینا مقصود ہے تو انسانوں کی ہدایت کا دعویٰ محض لاف گراف ہے۔ آریہ مہتر اور ایسا پاپ۔

(۷۷) ویدک دھرم کے مطابق الہام موقوف ہے اعمال پر اور اعمال موقوف ہیں الہام پر۔ تب تو کہ الہام پہلے یا اعمال پہلے؟ اگر الہام پہلے تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ

دنیا سے چہار رشی تھے :

(۸۳) ہر ایک وید جس رشی پر الہام ہوا۔ اُس وقت تک درجہ بدرجہ نگاتا رہا یہی سند بیان کرو جو ان رشیوں کے فلاں آدمی نے اور ان سے فلاں نے حتیٰ کہ اس زمانہ میں آدمی سے فلاں پنڈت نے یہ وید پورا پڑھایا یا حاصل کیا۔ اس بات کا معتبر اور محقق ثبوت پیش کرو۔ ہمارے ہی (۸۴) یہ بھی بیان کرو کہ اسی سند کے سلسلہ میں سب راوی معتبر ہیں۔ اور ان کی سوانح حیات اور چل چل لائٹی روایت کے ہیں ؟

(۸۵) ملہان وید کے زمانہ سے یکدم آج تک ہر زمانہ میں ویدوں کو روایتاً - تعلیماً - کتاباً - حفظاً - تواتر کا درجہ ملا ہے۔ یا نہیں یعنی بشری شروع دنیا سے لے کر آج تک ویدوں کی بات تواتر ثابت کرو۔ ورنہ کس طرح اعتبار آسکے کہ موجودہ چہاروں ہی وید اصلی ہیں یا نقلی ؟

(۸۶) بتاؤ کہ ہر ایک وید تحریری صورت میں کب آیا۔ اور پہلے پہلے کس نے لکھا۔ اور کن کن آدمیوں کی زیر گرائی لکھا گیا اور پہلی تحریر کو سب قائلوں نے تسلیم کیا اور کیا وہ پہلی تحریر یا اس کی سچی کاپی آریوں کے پاس محفوظ یا موجود ہے ؟

(۸۷) یہ بھی ثبوت کے ساتھ لکھو۔ کہ ویدوں کی موجودہ صورت کی تدوین اور ترتیب کس نے کی ہے اور کب ہوئی ہے۔ اور یہ موجودہ ترتیب و تدوین اصلی الہام ہوئے ویدوں کے

بغیر نیک اعمال کے ملہان کو الہام کس طرح ہوا۔ اگر اعمال سے تو پھر بغیر الہام کے ملہان نے نیک اعمال کس طرح کیے (۸۸) جب ویدک دھرم کے اوسار کرم کا پھل جلد ملتا ہے تو پھر دیدول کے ملہان کو کرم کا پھل کیوں چہار رب تبیس کر ڈر برس سے دیا جاتا ہے ؟ (۸۹) چہار وید کس کس پر الہام ہوئے۔ اس بات کے ثبوت میں خود دیدنتر پیش کرو۔ اگر وید بھگوان ایسے ثبوت دینے میں قاصر ہے تو پھر آدمیوں کو کس طرح خبر پڑی کہ چہار وید چہار رشیوں پر الہام ہوئے ہیں ؟

(۹۰) اگر ایسے ثبوت دینے سے وید بھگوان اصلاً انکاری ہے تو پھر مہربانی کر کے صرف ملہان کا ہی کوئی قول دکھا دو۔ جس سے معلوم ہو سکے کہ ویدان پر الہام ہوئے ہیں۔ کیا ایسے ثبوت دینے سے بھی ویدک دھرم اصلاً انکاری رہے گا۔

(۹۱) اگر ایسے اقوال موجود ہیں تو ہم آریہ متروں کو مبارک دیتے ہیں۔ مگر مبارک دینے کے عوض میں ان کو ثبوت پیش کرنا پڑے گا۔ کہ کیا چاروں رشی سچے تھے ؟ اور ان کا چل چل نہایت پاکیزہ اور پوتر تھا ؟

(۹۲) جن پر الہام ہوتا ہے ان کو کتے ہیں ملہم۔ اب جب پہلے ملہم ہوگا۔ تب چھپے اس پر الہام ہوگا۔ یعنی ملہم کا وجود الہام سے پہلے ہی ضروری ہے۔ اس پر ان کے انمول چہار رشی پہلے ہی پیدا ہو چکے تھے۔ پھر ان پر وید الہام ہوئے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ وید شروع دنیا سے نہیں ہیں۔ چنانچہ شروع



موافق ہے یا مخالف؟

(۸۸) رشتیوں پر ویدیوں کا الہام سارا ایک بار ہوا یا درجہ بدرجہ۔ اگر ایک ہی بار ہوا تو یہ بات غلط ہے کیونکہ سوامی دیانند اس بات سے انکار کرتا ہے۔ دیکھو بڑی سونھری سوامی دیانند صفحہ ۷۷ پر۔ اگر درجہ بدرجہ ہوا تو ایسا ثبوت اور ضرورت معتبر دلائل کے ساتھ پیش کرو؟

(۸۹) جب اس وقت دنیا کے صفحہ پر سب ویدیوں کا عالم اور حافظ تو مجائے خود مگر غیر عالم اور حافظ کا وجود بھی معدوم ہے تب آپریں کے پاس کیا ثبوت ہے۔ جو پہلے ویدیوں کی غیر مکتوب (اُن لکھی ہوئی صورت میں حفظ کے ذریعے آدمیوں نے ویدیوں کی حفاظت کی ہے؟

(۹۰) اگر آریہ مگر ہر ایک زمانہ میں ویدیوں کے حافظ موجود ہونے کے وعدہ دار ہیں تو مشہور حافظوں کے نام پیش کریں۔

اور اس وقت کے حافظوں کے نام۔ ولایت قومیت اور سکونت کے ساتھ پورے اڈریس دیتے کے ساتھ لکھیں؟

(۹۱) ویدیوں کے قائل اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ ویدیا بھی ایک محفوظ اور غیر محوف ہیں۔ اس لئے اس دعویٰ کے ثبوت میں وہ اپنی پیش کردہ جو ویدیوں کی حفاظت کے لئے لازمی اور ضروری ہیں۔؟

(۹۲) اگر آریہ مگر ویدیوں کی نسبت طلب شدہ سند اور تواتر پیش نہیں کر سکتے ہیں۔ اور یقیناً پیش کر بھی نہیں سکیں گے تب یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ وہی وید ہیں جو ان

کے قول کے مطابق چھار دیشیوں کو الہام ہوئے تھے +

(۹۳) آریہ مگر واجب ویدیوں کے الہام منور ہونے کے تم منکر ہو تو نیوگ کے منور کرنے کی کیوں ناکام کوشش کرتے ہو۔ شاید اب تم سمجھ گئے ہو کہ نیوگ ایک شریف ان کی فطرتی غیرت کے سراسر خلاف اور بالکل ناقابل عمل شدہ ہے

(۹۴) ویدیوں کا یہ بھی سہجانت ہے کہ دنیا کے شروع میں نہراہو جوان جوان مرد اور عورتیں بغیر ماں باپ کے از خود برساتی

کیڑے کوڑوں کی طرح پیدا ہو جاتے تھے۔ ہم پوچھتے ہیں۔ کہ اس کے بعد کیوں ویدیوں کا یہ الہام منور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ

اس کے بعد بغیر ماں اور باپ کے از خود کوئی بھی انسان پیدا ہوا کسی نہیں دیکھا جاتا ہے۔ ورنہ آریہ سماجی بڑے منہ سے

رشتی کے اٹل نیم اٹل نیم پکارتے ہیں۔ مگر ادھر تو قصہ ہی اور ہے۔

(۹۵) جڑی بوٹیں جن کے فوائد کا بیان اور استعمال کا حکم کئی وید متروں میں موجود ہے۔ مگر یہ بوٹیاں اور ادویات

آج کل صفحہ بہتی سے بالکل ناپید اور معدوم ہیں۔ اس سے صاف طرح ثابت ہوتا ہے کہ یہ منتر بھی آج کل منور کہنا چاہئے۔ جن میں اُن جڑی بوٹیوں کا ذکر ہے +

(۹۶) ویدیوں کا الہام اگر پورن اور کٹ ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ انسانی ضرورتوں کا ایک مختصر اور اجمالی نقشہ بھی

پیش کرو جس سے باقاعدہ سمجھ سکیں کہ ویدیوں میں واقعی انسانی ضرورتوں کی پورن تعلیم ہے +

تو پھر الہام کیوں بند ہوا۔ اور برہمن سحر خہ اور شاکیا غیر الہامی کیوں مانتے ہیں۔ اگر اصطلاحی معنی کے مطابق۔ تو الہام کے قسم بھر و ارتحریف کے ساتھ وید متروں سے باثبوت پیش کرو؟

(۱۰۲) ویدوں میں سنسکرت زبان جو استعمال کی گئی ہے۔ وہ نہ تو رشیوں کی زبان ہے اور نہ کسی اور ملک کی۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسی زبان رشیوں کو کس طرح سمجھ میں آئی؟ اسی سے دیکھا جاتا ہے کہ اگر ویدوں کی وارتا (کہانی) بنیوں کی بڑھی کی طرح صرف جھوٹ نہیں ہے تو پہلے فردرے کے رشیوں کو سنسکرت زبان کی وید انشور نے تعلیم دی ہوگی۔ اس لئے مارا ثور (مہا بھارت) نے قدم دید کا دعویٰ محض غلط اور بے بنیاد ہے؟

## تشکر و امتنان

حب ذیل اصحاب نے جزیہ شمس الاسلام کی توسیع اشاعت میں حصہ لیکر ممنون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔  
(۱) سید رفیع الدین شاہ صاحب چوہ سیدن شاہ۔  
(۲) حاجی خواجہ محمد سعید صاحب مہنت تاجر چرم۔  
(۳) حضرت صاحب زادہ حافظ مولانا محمد فخر الدین صاحب کمال شریف  
۴ حیدر یار۔

(۵) خان زادہ غلام احمد خان صاحب بنگلش۔ ۲ خریدار

(۹۷) آریہ سماج اپنے دھرم کو ویدک دھرم کہلاتے ہیں مگر ذرا کھیا (دہرائی) کر کے بتائیں کہ یہ نام کسی وید منتر سے بھی ثابت ہے یا اپنا خود ساختہ ہے؟ اگر الہامی ہے تو اب وید منتر پیش کرو۔ اگر خود ساختہ ہے تو سمجھا جائیگا۔ کہ آریوں نے اپنے گل پھول بھی ڈالے ہیں۔

(۹۸) چہاروں ہی وید مستند بالذات ہیں یا مستند بالغیر یعنی دوسری کتابوں کی تصدیق کے محتاج ہیں۔ اگر مستند بالذات ہیں تو پھر مذہبی کتاب ہیں یا غیر مذہبی۔ اگر مذہبی تو سوامی دیانند نے ان کو غیر مذہبی کتاب کیوں لکھا ہے۔ دیکھو سوانح عمری کلان سوامی دیانند صفحہ ۷۹۔

(۹۹) الہام انشور کی صفت ہے یا فعل۔ اگر صفت ہے تو پھر آریہ سماج بتائیں کہ وہ وید والے الفاظ اور معنی اور تعلق انشور کی ذات سے الگ ہو کر وید کے نام سے چہار رشیوں کو کیوں ملے۔ حالانکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ صفت اپنے موصوف سے الگ نہیں ہو سکتی؟

(۱۰۰) اگر الہام انشور کا فعل ہے تو فعل ارادی ہے یا طبعی؟ آریہ سماج انشور کا ارادی فعل تو نہیں مانتے ہیں۔ باقی فعل طبعی۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ الہام آفتاب کی روشنی کی طرح بلا انقطاع ہمیشہ رہی کیوں نہیں ہے۔ چنانچہ کوئی بھی طبعی فعل بلا انقطاع ہمیشہ اور رہا ہی ہوتا ہے۔

(۱۰۱) ویدوں کو انوی معنی کے مطابق الہامی مانتے ہیں یا اصطلاحی معنی کے مطابق؟ اگر انوی معنی کے مطابق۔

## منظم فراقیہ

بروفات حضرت مولانا محمد نصیر الدین صاحب سیدی نور اللہ تربت

(از مولوی عبد المجید صاحب بھیلوی)

پل میں جدائی ہو گئی	اک حشر برپا کر دیا	تو نے غضب ڈھایا یہ کیا	لے آسمان پر جھنکا
پل میں جدائی ہو گئی	نیل کی لب پر ہے فغاں	دیراں ہوا سب گستاں	ایسی چلی بادِ خزاں
پل میں جدائی ہو گئی	ہم سے چھپے و احسنا	وہ اہل دل کے پشوا	وہ گم رہوں کے رہنما
پل میں جدائی ہو گئی	دار البقا کی راہ لی	ہم سے ہوئے مخفی خفی	حضرت نصیر الدین ولی
پل میں جدائی ہو گئی	وہ جانِ جانِ اقتربا	وہ صاحبِ صدق و صفا	وہ فاضل مردِ خدا
پل میں جدائی ہو گئی	بچے جہاں میں محترم	وہ عاشقِ شاہِ ائم	وہ دیں میں اشہر اہِ علم
پل میں جدائی ہو گئی	پنہاں ہوئے مانند نور	وہ نورِ ربانی سے پُر	سلکِ غزیریہ کے در
پل میں جدائی ہو گئی	مقبولِ یزداں چل بے	وہ بحر فیضانِ چل بے	وہ ماوِ عرفاں چل بے
پل میں جدائی ہو گئی	یوں کر گئے ناگاہ سفر	سب ہو کے مجبورِ قہر	خود زوجہ دولتِ جگر
پل میں جدائی ہو گئی	ہو خوش کوئی یا ہو غریب	ہرگز کبھی ٹلتا نہیں	امرِ خداوندِ ستیں
پل میں جدائی ہو گئی	حیران ہوں دلگیر ہوں	اور ذکرِ غم کس سے کروں	میں رنجِ دل کس کہوں
پل میں جدائی ہو گئی	ہے جاں فسرہ مضحک	بریاں جگر ہے اور دل	ہے آتشِ غمِ مشتعل
پل میں جدائی ہو گئی	جاری ہیں آنسو دمدم	جلتی ہے تابش سے قلم	لکھتا ہوں جب احوالِ غم
پل میں جدائی ہو گئی	افس صد افسوس آہ	دل میں چھپے صبح و بکاہ	یہ حادثہ ہے جانِ کاہ
پل میں جدائی ہو گئی	تاریخ "وہ مخفوق" ہے	وقت سے جاںِ رنجور ہے	دل در دو غم سے چور ہے
پل میں جدائی ہو گئی	نخشہ خدام کو صبر	نازل الی یوم الحشر	رحمت ہو مروجین پر !!
پل میں جدائی ہو گئی	کہتا ہے با درد و بکا	اس خاندان کا ہے گدا	عبدالحمید بسینا

## جدید تالیفات

## معجزہ اور میریزم میں فرق

اس نام کا ایک رسالہ مولوی حبیب اللہ صاحب امرتسری نے

تالیف کیا ہے جس میں قرآن مجید کی آیات مبارکہ سے حضرت مسیح علیہ السلام کے حالات لکھے گئے ہیں۔ آپ کے معجزات کا ذکر غیر کرتے ہوئے اس امر کو ثابت کیا گیا ہے کہ معجزہ اور میریزم میں بڑا بھاری فرق ہے۔ نیز مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد کی تردید کی گئی ہے۔

حجم ۲۴ صفحہ لکھائی و چھپائی عمدہ قیمت ۲

ملنے کا پتہ: مولوی حبیب اللہ صاحب کلرک محکمہ انہار امرتسری پنجاب

مولفہ مولوی حبیب اللہ صاحب امرتسری۔

اس رسالہ میں قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے مختصر طور پر مسیح علیہ السلام کے دفع اور نزول کا ثبوت دیا گیا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے حلیہ مبارک پر غصص بحث کی گئی ہے نیز روایت لوکان موسیٰ و عیسیٰ و سمعہا

الانباہی کی تحقیق کرتے ہوئے بہائیوں اور مرزائیوں کی تردید احسن پیرایہ میں کی گئی ہے۔ کتابت و طباعت عمدہ حجم ۲۴ صفحہ۔

قیمت ۲

ملنے کا پتہ: مولوی حبیب اللہ صاحب کلرک محکمہ انہار امرتسری پنجاب

## مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی قرآن دانی

مولفہ مولوی حبیب اللہ صاحب امرتسری۔ اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ فرقہ میرزائیت کے بانی میرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں ۱۵ آیتیں غلط لکھی ہیں جس مدعی مہدویت و مسیحیت و نبوت و رسالت نے قرآن مجید کی آیتیں صحیح نہیں لکھی ہیں۔ وہ اپنے دعووں میں سچا نہیں ہو سکتا۔ صفحات ۳۲ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت ۲

ملنے کا پتہ: مولوی حبیب اللہ صاحب کلرک محکمہ انہار امرتسری پنجاب

مولفہ ابو عبیدہ ماسٹر نظام الدین صاحب بی۔ اے سائنس ماسٹر اسلامیہ فی سکول کوٹ۔ رسالہ شمس الاسلام میں میرزائے قادیانی کے سچاں جھوٹ شائع ہوئے تھے جناب ماسٹر ابو عبیدہ صاحب نے اس سلسل میں زیادہ تحقیق کئے کام لیکر میرزا کے جھوٹ شائع کر دیا ارادہ فرمایا ہے چنانچہ کدبات میرزا حصہ اول جس میں ۲۰۲ میرزا کے جھوٹ درج ہیں شائع ہو چکا ہے۔ ماسٹر صاحب کی سچی قابل توفیق ہے۔ انوس ہے کہ ماسٹر صاحب اس سلسل کا نام برق آسانی برفرق قادیانی تجویز کیا ہے حالانکہ حزب الانصار کی طرف برق آسانی برفرق قادیانی "تالیف ہو چکی ہے۔

ماسٹر صاحب نام تجویز کرنے میں ناانصافی سے کام لیتے اس قدر اذیاد کو خواہ مخواہ پریشانی کا سامنا ہو گا۔ ایک ہی نام کی دو کتابیں ایک ہی کہیں ایک ہی زمانہ میں شائع ہو رہی ہیں۔ برق آسانی برفرق قادیانی کا دو کتابی حصہ شائع ہو چکا ہے ماسٹر صاحب کج خدمت میں موبارہ انعام

اسلامیہ فی سکول کوٹ۔

ابو عبیدہ ماسٹر نظام الدین صاحب کلرک محکمہ انہار امرتسری پنجاب

مولفہ ابو عبیدہ ماسٹر نظام الدین صاحب کلرک محکمہ انہار امرتسری پنجاب

مولفہ ابو عبیدہ ماسٹر نظام الدین صاحب کلرک محکمہ انہار امرتسری پنجاب

## رسالہ تفتیہ

از حضرت مولانا سید ولایت حسین شاہ صاحب دیوبند مولیہ گھاٹ  
گیا۔ صوبہ بہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم ﴿حَادِثًا وَمُصَلِّيًا وَسَلَامًا﴾  
واضح ہو۔ زمانہ گذرا کہ شیعوں کی جانب سے ایک رسالہ قصہ

کے پیرایہ میں مسمیٰ بہ نور ایمان مصنفہ مصنف بے نام و نشان شائع  
ہوا تھا جس کا جواب احقر نے مسمیٰ بہ کشف التلبیس عن مکائد البیس  
المعروف بالہادی اسی وقت میں لکھا تھا جو سنہ ۱۳۵۰ء کی صورت  
میں پڑا ہے۔ اس وقت خیال میں آیا کہ نچو ائے مالا یدرک کلام  
تبرک کلمہ کل نہیں تو اس کا بعض حصہ بھی سرودت انشاء اللہ طبع کر  
دیا جائے۔ نظر انتخاب مضمون تفتیہ پر پڑی اس لئے مستعینا ہوا

اسی کو علیحدہ شائع کروا جاتا ہے۔ دھو حسی ولعم الی کیل و  
لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم و صلے اللہ علیٰ نبی  
الکریم۔ وانا الاحقر ولایت حسین عا فاعا اللہ فی الدین۔

۵۲ ۱۳ھ

گرچہ تفتیہ کا مسئلہ بھی محض بیوردہ و خلاف عقل و نقل ہے اور صاحب طاعت  
کفر کے مذہبات محض بے بنیاد ہیں۔ مگر اطہار حق کیلئے کچھ عرض کر دینا  
ضروری ہے۔ نہج السلفانہ جو عند الروافض بمنزلہ وحی آسمانی بلکہ اصح  
از کلام ربانی ہے۔ اس کے اس خطبہ میں جس کا عنوان یہ ہے۔ ومن کتاب

لہ فی بیعة عثمان۔ جناب امیر کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں :-

لقد علمتم انی احق بصان عنی واللہ لا سلما  
ما سلما۔ امور مسلمین ولہد یکن فیہا الا علی  
خاصۃ۔ یعنی تمہیں خوب معلوم ہے کہ ہم دوسروں (عثمان  
کی نسبت خلافت کے زیادہ حقدار تھے (اس پر بھی تم نے میں  
خليفة نہ بنایا۔ یا نہ ہم) خدا کی قسم ہم اس خلافت کو اس وقت تک  
تسلیم کئے رہیں گے جب تک اور مسلمانوں کے حقوق محفوظ رہیں اور  
لوگوں پر کوئی زیادتی نہ ہو۔ خواہ ہم پر کچھ ہی بنے۔

اس قول پر رد و اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ صدر کلام  
نور امارت پر حیرت ثابت ہوتی ہے۔ حالانکہ آپ کا زہد فی الدین  
مشہور ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ خوف فقہ کے ساتھ یہ خلافت عقیدہ  
تھی پھر جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیوں جنگ و جدل  
کی نوبت آئی۔ اور ان کی خلافت کو خلافت خلفائے ثلاثہ کی  
طرح کیوں نہ تسلیم کیا۔

ان دونوں شبہ کا جواب۔ ابن شہم بخرانی مصباح السکین  
میں یوں دیتے ہیں۔ قلت الجواب عن الاول ان منصب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیس منصباً  
دنیاویاً وان کان متعلقاً باصلاح احوال الدینا لکن  
لا لکن لہ دنیاویاً بل لا منہا مضاد الاخریٰ ومن وجہ  
وعن الثاني ان الفرق بین الخلفاء الثلاثہ و بین معاویہ  
فی اقامۃ حدود اللہ والعمل بحقیقۃ الامر والواجب  
ناھو۔ (ہدایت الرشید)

بخرانی کی تحقیق سے بخوبی واضح ہو گیا کہ خلافت ثلاثہ کو جناب

امیر نے اندواہ تفریق نہیں تسلیم کیا تھا۔ اس لیے کہ نہ آپ کو جو  
نقطہ جو رتہ دے، صدہ خلفاء شرع محمدی تفریق دے، جیسا کہ  
حضرت سادہ رحمہ وغیرہ کے مقابل میں کہ فی الحقیقت آپ  
حق بجانب تھے، شکوت کو دے اور رکھا۔ مقلد کی ذہنیت آئی۔  
ہزاروں جانیں وطن کی تلف ہوئیں۔

اور لیجئے۔ کشف الغمہ میں ہے: "روزے عمر بن الخطاب  
در شانہ خطبہ از حاضران سوال کرد۔ کہ اگر شمار از معلومات  
دینیہ و معتقدات یقینیہ و احکام شریعت محمدیہ حرف ناہم و  
گویم کہ از معتقدات برگزیدہ و رجوع نمایند بقواعد کہ در  
زمان جاہلیت بود۔ شاہان چہ خواہید کرد۔ یا تابع من در آن  
خواہید شد یا مخالف من۔ مردان ہمہ خاموش شدند۔ و هیچ  
کس جواب نہ گفت۔ عمر دیگر بار ہمیں سخن را اعادہ کرد۔ از  
ہیچ کس جواب نہ شنید۔ پس دیگر بار ہمیں معاملہ اعادہ کرد شاہ  
ولایت فرمود کہ ہر گاہ از تو اس حالت مشاہدہ گردد و ترا از  
دین مصطفیٰ منحرف یا ہم نواب دیگر طلب کنیم و اگر توبہ کنی توبہ  
ترا قبول کنیم و اگر نہ کنی ترا گردن زیم۔ عمر چون اس سخن از شاہ  
اولا شنید گفت در دین ما مردان ہستند کہ اگر منحرف شویم  
ما را بطریق مستقیم مقیم و ثابت دارند۔ انھن بلطفہ۔

اس روایت سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔ را، جناب امیر  
کرم اللہ وجہہ کو جو وقت شیوع احکام غیر شرعیہ و صدہ اعمال  
نامر فیہ خلافت خلفائے رضی اللہ عنہم کو تسلیم کرنا۔ اور از را  
تفریق رکھنا جائز نہیں تھا۔ اور نہ آپ کی شجاعت حیدری

و شجاعت اسد اقلی و غیرت اسلامی کسی متقاضی ہوتی کہ کسی سید  
یا محب دین کے خوف سے دین کی بربادی پر صبر و تحمل سے کام  
لیجئے اور شریعت حق کو چھوڑ کر سید نیکی کی متابعت فرماتے  
(۲) خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم نے نہ کوئی کام خلاف شرع کیا۔ اور نہ  
ان کی خلافت حق میں دین کو کوئی نقصان پہنچا۔

(۳) نائب دیگر طلب کنیم سے معلوم ہوا کہ نہ آپ منصوب  
اللہ تھے۔ اور نہ تخلیف کے لئے نص کی ضرورت عدہ  
بغیر نص آپ کسی دوسرے کو کیسے خلیفہ بناتے اور عزل  
خلیفہ کو مخالف شرع پر کیسے موقوف رکھتے۔ جس طرح  
آئندہ کی تفسیر دین (برہم شیہ) پر گردن زدنی کو تیار  
ہوئے۔ کیوں نہیں ابو بکر رحمہ و عمر رحمہ کے خلیفہ ہونے کے  
وقت ہی ان کی گردن مارنے کو تیار ہو گئے۔ اور کیوں نہ  
فرمایا کہ تم لوگ خلاف نص خداوندی خلیفہ ہوتے گئے ہو  
فورا دعویٰ خلافت سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ ورنہ ابھی تمہاری  
گردن راتا ہوں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی خلافت  
کو تسلیم نہ کرنا دین مصطفوی سے انحراف نہیں ہے اور  
نہ دامن کفر ہے۔ لکن ذمہ الایامیہ۔

(۴) حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کمال حق پسند تھے۔ اور  
آپ نے اس حق سے کبھی سجادہ نہ فرمایا۔ اور نہ آپ کو  
حق بات کے تسلیم کرنے میں خواہ کوئی کیسی ہی سختی سے کہے۔  
کبھی کوئی غلط نہ ہوتا تھا۔

(۵) جناب امیر و بعض کبھی حق کوئی سے باز نہ آتے تھے۔ اور

امید کی بیعت کر کے کیوں نہیں سب کو ملاکت ہے بچایا۔ جو کچھ صفحہ ۸۰ سے تا صفحہ ۸۷ ہرزہ سرائی کی ہے اور اس غریب پر اس تفرقہ کے اثبات میں جو مصیبت آئی ہے اور جیسی بدخواہ کا چھائی ہے وہ اُس کے پورے کلام کے دیکھنے پر متوقف ہے۔ اور جن کو وہ خود ادا جب القسیم تسلیم کرتا ہے۔ ان کے جواب کی ہمیں بھی ضرورت نہیں۔ بلکہ ہم اس جگہ فقط اُس کے آخری جواب کو جو اس کا مایہ فخر و ناز ہے نقل کرتے ہیں۔ صفحہ ۸۵ میں لکھا ہے :-

”اس قدر امتداد دی باتیں ہیں طو نو نہ مانو تمہارے سوال کا جواب ابھی باقی ہے۔ یعنی حضرت علی علیہ السلام نے کیوں سکوت فرمایا۔ اور کیوں نہ لڑے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کیوں شہید ہوئے۔ اس کے جواب میں میں تم سے پوچھتا ہوں کہ اگر ایک شخص تمہارے سامنے آکر شراب پیئے۔ اور دوسرا شخص زبردستی تم کو شراب پلا دے۔ تو ظاہر ہے کہ نفرت تو تم کو دونوں سے ہوگا۔ مگر یہ کہو کہ اپنی طاقت جسمانی کا انتہائی استعمال کس میں

الطمانی میں کسی کا خوف ہرگز آپ کو مانع نہ ہوتا تھا۔ کیا جناب امیر مومنین اس صاف گوئی اور سخت کلامی پر بھی تعلقہ کی گنجائش رہی۔ ان فوائدِ حق کو جو ہم عدد و آل عبا ہیں حضرت شیعہ بنظر انصاف و تدبیر دیکھیں اور نفوٹ ان سب سے عزائمات و تادقہ کے پیچھے ارکانِ دین متین و جانِ سارِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت کو اپنے لئے زیادہ اہم نہ بنائیں۔ تعلقہ کی آڑ میں اہل بیت اطہار کی بے ابر وائی کو نہ اور اصحابِ کبار کو دشمنِ اہلبیت شہداء کمالِ ادا فی اور دوسرے شیطانی بلکہ محض بے ایمانی ہے۔ اعاذہم اللہ مما لا یلیق لبشائہم و در زقنا محبتہم و جعلنا محشواً لہم بمنہ دکرہ آمین۔

اور صاحبِ ظلمات کفر نے جو اس اعتراض کے جواب میں کہ اگر خلافتِ خلفائے ثلاثہ نامی تھی۔ اور اس سے دین کو بہت کچھ نقصان پہنچا۔ تو پھر جناب امیر کیوں ساکت رہے اور جب تعلقہ جائز تھا۔ تو پھر امامِ شہداء رضی اللہ عنہم نے کیوں اپنے کو مع اعزہ و اقارب معرضِ ہلاکت میں ڈالا۔ اور ازراہ تعلقہ زید

۱۰ بلکہ یہی کہنا چاہئے۔ کیوں خلفائے ثلاثہ کے شریکِ حال ہو گئے۔ اور ان کے مخالف کو حق اور جلالت و خلوت میں ان کی مدح و ثناء کرنے لگے۔ جن کو شیعہ تعلقہ پر محمول کر کے اکاذیب و دجاہل کو ذمتِ خلفاء میں پیش کیا کرتے ہیں۔ کیا اسی کو حکومت کہتے ہیں۔ کیا اس پر شراب نوشی میں شرکت کی مثال صادق نہیں آتی۔ حتیٰ کہ اپنے زمانہ خلافت میں بھی روزِ نک نہ فرمایا۔ اور بدستور خلفاءِ جورِ عامل رہے۔ ۱۲ منہ۔

۱۳ بطور شیعہ جائز نہیں بلکہ واجب کہنا چاہئے۔ کما یجی ۱۲ منہ۔

کسی طرح جواب دہ نہیں ہیں۔ لا تذروا زوجہ وذر  
اخریٰ، حضرت امام حسین علیہ السلام کی ایسی حالت نہیں  
تھی۔ اس لئے کہ جب زید تخت پر بیٹھا تو اُس نے طرح کے  
منہیات جاری کر دیئے۔ اور ہر قسم کی منہیات اور غیاضی ناکتہ  
بہ کا مرتکب ہوا۔ (کیا لف حرب، لواطت، بزوجہ، عاریت  
فروج متہ، دہیہ سے بھی زیادہ) حرام کو حلال کرنا۔ اور  
حلال کو حرام کرنا اُس کے نزدیک کھیل ہو گیا۔ اس پر بھی  
لپٹے کو امیر المومنین مشہور کیا۔ غیر یہاں تک جو کچھ وہ  
مردود کرتا تھا اپنے لئے۔ لیکن غضب تو یہ کیا۔ کہ امام  
حسین علیہ السلام سے بیعت لینے کی خواہش ظاہر کی۔  
امام حسین ایسے غیور کب اُس فاسق و فاجر کی بیعت کرنے  
والے تھے۔ صاف انکار کیا۔ جب ولید بن عقبہ نے زیادہ  
تندید کیا (انی قول) تب مجبوراً آپ لوط مرے اور شہید  
ہوئے۔ کیونکہ بغیر بیعت کے جان کا بچنا محال تھا۔ اب  
میں تم سے پوچھتا ہوں کہ اگر امام حسین لڑ نہ ملتے۔ اور

کرمگے شخص اول کے شراب نہ پینے میں یا اپنے شراب  
پینے سے بچنے میں؟  
محی الدین :- یہ بھی کوئی بات پوچھنے کی ہے۔ یہ تو ظاہر  
کرم جانتے گے۔ شراب خلق کے اندر جانے نہ دینگے۔  
اور شخص اول کو پہلے سمجھا دیں گے اگر نہ مانگا تو نکال  
دینے کی کوشش کریں گے۔ اگر اس میں بھی کامیاب نہ  
ہونگے۔ سکوت کریں گے۔

علی رضا۔ کیوں اس حالت میں جان نہ دے؟  
محی الدین :- اس لئے کہ وہ شراب پیتا ہے اپنے لئے  
ہم کو کیا۔ اس کے شراب پینے سے ہم پر کچھ لازم نہیں۔  
لا تذروا زوجہ وذر اخریٰ۔  
علی رضا۔ انا، اللہ بہت خوب، اب غور کرو۔ کس  
ناجائز ایکشن میں حضرت علی رض شریک نہ تھے اس لئے  
جو کچھ ظلم کہ بدلیہ اس ناجائز ایکشن کے تھا یا ہوا گیا  
اور جتنے امور خلاف شریعت ہوئے اس کے حضرت علی

لے بموجب روایت شیعہ ان تین میں سے ایک کام بھی جواب مرتضویٰ نے نہیں کیا۔ مکتبہ سیرادریہ جو ضعیف الامانوں کی بیٹے بموجب  
حدیث نبوی مخصوص تھا اس کو بھی آپ نے انجام نہیں دیا۔ کیونکہ سکوت کے یہ معنی ہیں کہ اس فعل بد میں شریک نہ ہوا لانکہ  
آپ خلفائے ثلاثہ کے افعال و اعمال شریک مادی ہے۔ حاشا۔

لے اگر یہ آیت ان پر صادق نہیں آتی تو کل نفس باکسبت مینہ تو صادق ہے۔ کیا مظالم خلفاء ثلاثہ کو بولنے  
بزاوردن کے دستور الص پر عمل کیا اس کا وبال بھی آپ پر نہ ہوگا۔ کیا آپ نے خلفاء کی موافقت و متابعت کر کے ان کے  
ناجائز افعال کی توثیق نہیں کر دی۔ کیا امت کیلئے آپ کے یہ منافقانہ افعال قابل تقلید نہیں ہو گئے۔ کیا آپ کے



یزید کی بیعت کر لیتے تو کیا اس مردود کو بلکہ ساری دنیا کو  
سند نہ مل جاتی۔ کیا اس حالت میں یزید یوچوں پر تاد  
دیکر بکا کر نہ کہتا کہ مجھ کو کون بڑا کہہ سکتا ہے۔ رسول اللہ  
کا پیارا منتقی ابراہن واسمہ میرا مرید ہے۔ کیا ایسے تنگ  
کے مقابلہ میں امام حسین سے غیور آدمی کو اپنی جان کوئی  
چیز معلوم ہوئی ہوگی۔ کیا امام حسین کسی کے زبردستی سے  
یزید کی بیعت کرنے کو تمہاری کسی کی زبردستی سے شراب  
پلا سکتے تھے مقابلہ میں کم سمجھتے تھے۔ پس اب تم ہی کہو کہ  
سکوت کرنا حضرت علی علیہ السلام کا اور سرد دنیا حضرت امام  
حسین علیہ السلام کا اپنے اپنے موقع پر صحیح تھا یا نہیں؟“

**فاقول بہ احوال بہ اصول**

کہ اولاً یہ فرقہ اس پر مبنی ہے کہ جناب امیر نے خلافت صدیقی  
کو تسلیم نہیں کیا۔ اور صدیقی اکبر رضی کی بیعت نہیں کی جالانکہ  
یہ سمات امامیہ کے بالکل خلاف ہے ہم پہلے تبصرحات

یا قر مجلسی وغیرہ ثابت کر چکے ہیں۔ کہ معاذ اللہ حضرت فاروق  
وغیرہم دشمنان جناب امیر کے گلے مبارک میں رہی اوال  
کر کھینچے گھسیٹے ہوئے خدمت صدیقی میں لے گئے اور  
بیعت کر اچھوڑی۔ کہو یہاں غیرت حیدری کہاں جاتی  
رہی تھی کہ منافق یا فاسق کی باختلاف الرضہ بیعت کر  
لی جس کی وجہ سے ہزاروں خرابیاں دین میں پیدا ہوئیں  
امامت چھن گئی۔ حقوق فاطمی غصب ہو گئے۔ دشمنان  
جناب سیدہ کی پسلیاں توڑی گئیں۔ گھر جلایا گیا۔ مگر  
غیرت کراری و شجاعت حیدری نے ذرا اوبال نہ کھایا۔ اکی  
منافقانہ بیعت کا یہ اثر ہے کہ ہزاروں مسلمان حقیقت خلاف  
صدیقی کے برائیاں اور امامت منصفہ رضوی کے شکر  
اور بوجہ انکار کا فرسوتے چلے آتے ہیں۔ نعوذ باللہ  
من خلافات الزنادقۃ۔

اب ذرا اپنے خاتم المحدثین مجلسی کا حق الیقین (پیش  
لغت بریں یقین) ملاحظہ فرمائیں۔ پس قنفذ بے حیاء و

اتوال و افحال سے اہل سنت حقیقت خلافت خلفاء ثلاثہ پر استدلال کرتے نہیں چلے آئے۔ اب بھی تفصیل امت  
کا اوبال آپ پر نہ ہوگا جس طرح آپ حضرت معاویہ وغیرہ کا مقابلہ کر کے اظہار حق کر گئے اور اہل سنت بھی سمجھ  
گئے۔ کہ آپ حق بجانب تھے۔ اگر خلفاء کا مقابلہ بھی دیتے اور اظہار حق کر دیتے تو اہل سنت کیوں نہ آپ کو امام مہمل  
تسیر کر لیتے۔ اور آپ کو حق بجانب سمجھتے۔ پس اگر آپ نے خلفاء کے مقابلے میں حق پوشی کی جس سے دوسروں کو آپ کے  
امام بانفصل ہو نیکی سند مل گئی۔ تو بتلاؤ اس گمراہی کا و بال کس کے سر ہوگا۔ اہم اس میں دوسروں کا کون سا  
قصور ہے۔ ۱۲ منہ۔

اتمام حجت۔ حالانکہ بقاعدہ امامیہ نمایم و سبیا یا سالیبا آپ کو حرام تھا۔ اور سنو! کہ آپ کے سکوت اور تقیہ نے یہ آفت برپا کی کہ قرآن شریف جلایا گیا۔ سلام اللہ میں تحریف ہوئی۔ اور آپ کی حیثیت دینی میں ذرا حرکت نہ ہوئی۔ اس پر طرہ یہ کہ اپنا جج کردہ غیر محرف قرآن کہ جسے چھپا بیٹھے۔ اور تہدید خداوندی ان الذین یکتہون ما انزل من الیثبات و اڑھدی من بعد ما بنیاء للناس فی الکتاب اولئک یأخضهم اللہ و یلعنہم الا عنون کو بالکل پس پشت ڈال دیا۔ اور حق نخت سے اور ایسا دیکھا کہ جب کبھی امام غائب کا ظہور ہوگا۔ اور سردار بہ سرین رای سے سر نکالیں گے تب کہیں شیخان پاک کو اصلی قرآن کی زیارت نصیب ہوگی۔ ولنعم ما قیل ۷۵ ما آن للشراب ان یلد الذی ۷۶ کلمتہ ۷۷ بجعلکم ما انا فعلی عقولکم العفاء فاشکر ۷۸ ثلثتم الغفاء ۷۹ والفیلا ما اتنی مدت دراز کے اندر کروڑوں مسلمان محرف قرآن کی بدولت گمراہ ہوئے۔ اور جناب امیر کلمہ سے انہیں سند ضلالت ملی اور رب سے عجیب تریہ ہے کہ خود بھی جناب امیر اسی غلط قرآن کو غمانوں میں پیستے تھے اور اسی کی تلاوت کرتے۔ اور دوسروں کو اسی کی ہدایت فرماتے تھے۔ اور امامہ ماجد نے بھی آپ

میں رخصت ہجوم اور دند و شمشیر را از دست حضرت بگرفتند و ربمان در گلوئے مبارک حق جوئے آن مطیع امر الہی انداختند و کشیدند کہ از خانہ بیرون آوردند۔ چون حضرت را بدرخانہ رسانیدند حضرت فاطمہ نزادیک در آمد و مانع شد، قنقذ قاطم در را بغض کشود و بر سلوئے فاطمہ زد کہ یک دندہ از دندہائے پہلوئے مبارکش شکست و فرزندے کہ حضرت رسول اورا در شکم محسن نام کردہ بود سقوط شد و از مانت فرمود تا تار مائدہ بر او نشین زد کہ استخوان شکست و ہمیں ضربتہا شہید پس حضرت امیر را باں حال برین کشیدند تا بنزد ابو بکر آوردند پس عمر گفت اے پسر ابوطالب بر خیز و معیت کن حضرت گفت اگر کنم ہمر گفت گردنت سے زخم۔ حضرت سہرتہ ابن سخن گفت و اس جواب را شنید۔ تا حجت را برایشان تمام کر دے پس عمر دست را بلند کرد و بے آنکہ حضرت دست بکشاید ابو بکر دست خود را دراز کرد و بر سئے دست حضرت گذاشت۔ انتہی مختصرہ کہو تو کیا خلافت فاجرہ کے عنایم و سبیا یا محمد میں تصرف بھی اتام حجت ہی کے لئے فرماتے تھے۔ خلافت صدیقی میں حضرت خنیفہ جناب امیر کو ملیں اور خلافت فاروقی کے نقیل حضرت شہر بنو غم کا رام جن بنیں، کیا اس کو سکوت کہیں گے

۱۔ یہ بالکل خلاف عقل و طبیعت کا طبع ناو ہے اور جناب امیر کو حق تعالیٰ نے کس قسم کا خوف تھا۔ تو اذکر کم کہنے کا کوئی موقع نہیں تھا اور نہ وجود حضرت عمر کے ہاتھ کیڑ کر اٹھانے کے معنی بند کئے رہنے کی کوئی وجہ اور اگر کوئی خوف نہیں تھا تو بھر تقیہ بے معنی ہے۔ عروین بصورت تقریہ شہی بند کئے رہنا بالکل خلاف عقل بات ہے۔ ۱۳۔ منہ لہ اپنی طرف سے کیا نہیں

ہی کی اقتدا کی۔ انصاف سے کہو، یزید کی تحریم حلال اور تحلیل سے یہ کچھ کم ہے۔ جب کلام مجیدی کتب محرقہ میں شامل ہو گیا۔ پھر اور خرابیوں کا کیا تذکرہ۔ پس جتنی خرابیاں امام مظلوم کے سکوت میں متصور تھیں ان سے سینکڑوں درجہ زائد سکوت و تقصیر سے پیدا ہوئیں۔ بلکہ آپ کے تفتیہ کرام المفاسد کہا جائے۔ تو نہایت بجا ہے۔ اگر حضرت حیدر کرار غیر فرار حبس و تفتیہ کے کام نہ لیتے اور مظلومی شجاعت حیدری کو راہ دیتے تو کیا مجال تھی۔ کہ کسی کی کوئی دال لگتی۔ نہ ابو بکر رحمہ خلیفہ باقی رہتے نہ حضرت عمر کو جانشین کرتے نہ حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت پہنچتی۔ نہ معاویہ رحمہ کو زور ہوتا۔ نہ ان کے بعد یزید پلید دعویٰ خلافت کرتا۔ نہ حضرت سید الشہداء سے بیعت کی خواہش کی جاتی۔ نہ آخر کار واقعہ کربلا کی نوبت آتی چنانچہ صاحب ملکت کفر بھی درباب مطامن عثمان حضرت ذی النورین کو نظام یزیدی کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔

بتال دیکھو اور غور کرو۔ کیا جناب امیر کے تفتیہ کی بدولت یہ مفاسد پیدا نہ ہوئے؟ اور کیا آپ عند اللہ و عند المتعلّیٰ اس تفتیہ میں مسند و رکن سمجھے جاسکتے ہیں۔ اور کیا شرعاً و عقلاً

ایسے شخص سے جس کی تھوڑی لاپرواہی اور سکوت سے سارا دین درہم برہم بچ جائے۔ مواخذہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں حضرت مترض اور اس کے ہم شرب فقط غیرت اور حیثیت کو بالافراط ٹھیرائیں۔ تو خیر کچھ بات بنتی ہے۔ اتنا ہی کہنا کافی ہوگا۔ کہ امام مظلوم با غیرت و غیرت تھے۔ ان کی غیرت و حیثیت دینی کا تقاضا تھا۔ کہ وہ یزید ایسے پلید کی بیعت کریں اور جناب امیر نے معاذ اللہ دینی و دنیوی دونوں غیرتوں کو طاق پر رکھ دیا اور ننگ و ناموس تک کا خیال نہ کیا۔ معاذ اللہ جب خرافات شیعہ نکتہ اللہ علی الکلام دین۔ حضرت عمر رحمہ غصباً ام کلثوم بنت مرتضیٰ کو لے جائیں۔ اور جناب سیدہ کی وہ گت بنائیں۔ اور آپ کے عرق حیثیت میں خطا برار جوش نہ آئے۔ مگر افسوس سے دیکھا جاتا ہے۔ کہ ام کلثوم رحمہ کے معاملہ میں سید الشہداء ایسے غیور نے بھی غیرت نہ فرمائی۔ اور مومنہ کو ناصبی کے گھر جانے دیا۔ حالانکہ برہان المتہ کے حاشیہ میں ارشاد دینی سے ایک حدیث کا ترجمہ کیا ہے۔۔۔ از جناب رسول اللہ مرویست ہر زنیکہ راضی شود بہ نکاح فاسق یعنی گنہگار آں منافق است و در جہنم مجوس سے ماند و بعد مردن

میرے نزدیک حضور تقویٰ اور آپ کے اولاد و مجاہدین شان اس کہیں علی و ارفح ہے کہ ان الذین یکتمون الایہ کا مصداق آپ کو کہا جائے۔ مگر علاوہ وہ شیعہ کتب اس سے جو کسے قالے ہیں۔ بجا الاذکار جلد اول ص ۳۵ میں یہ روایات ہیں۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان الذین یکتمون ما انزل من الہدایۃ و الہدایۃ للناس فی الکتاب یعنی بذالک عن اللہ المستعان اب حضرت ابو جعفر کی واد فرماؤ تو بعض بے سوہ ہے آپ کے جملہ اعلیٰ نہیں کتاب اللہ کو چھپایا

تعب تو یہ ہے کہ حضرت ام کلثوم بھی حضرت علی کے گھر سے غائب ہو گئیں ورنہ حضرت عمر کو ضرور اس کا پتہ چل جاتا۔ اور پھر حضرت امیر کا کوئی حیلہ کارگرنہ ہوتا) مگر کرامت فاروقی کے آگے جن کے سایہ سے جب ارشاد نبوی تامی ثا طین جھاگے پھرتے تھے۔ حضرات امامیہ کا سارا طلمس لوٹ گیا۔ اور علماء امامیہ کو ام کلثوم بنت فاطمہ کے نکاح بلکہ اُس کے جواز بلکہ اس سے اسلامی دنیا کیلئے ایک نظیر قائم ہو جانیکا اثر رہی کرنا پڑا۔ اور غضب وغیرہ کے سائے حیلے پا در ہوا ہو گئے۔ اب کرامت فاروقی دیکھئے۔

۱۔ ابوالقاسم قمی شارح شرایع اس قول کی شرح میں یجوز نکاح العربیۃ بالجمعی والہا شمیۃ بنید الہاشمی لکھتے ہیں زوج علیؑ بنتہ ام کلثوم من عمن۔ اس عبارت سے دونوں باتیں ثابت ہو گئیں۔ ام کلثوم کا نسب مرتضوی ہونا اور نیز اس نکاح کا بموجب مذہب امامیہ جائز ہونا۔ اب علامہ قمی کی اس تحریر سے خلفاء ثلاثہ خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ارتداد و اتفاق و دشمن اہل بیت نبوی ساری کہانیاں جہا و منشور گئیں اور جناب امیر بھی ایمان و خلاص فاروقی کے طیفن بموجب بنائیت ارشاد ولیم لنت ملائکہ زد سے بچ گئے۔ صاحب شرایع کے عنوان سے تزویج ام کلثوم کو تفسیر پر حمل کرنے کا بھی موقع نہیں رہا۔ کیونکہ جن فعل کا منشا تقیہ ہو۔ وہ اُمت کے لئے

در قرا و منقاد در از عذاب برائے اُن زن کشادہ شوند و اگرچہ کلمہ طیبہ بخواند ہر ملک میان زمین و آسمان بر او لعنت سے کفند و خدا غضب بر او میکند و دنیا و آخرت و ہر شب و روز ہفتاد گناہ باو نوشتہ میشود و در حدیث دیگر آمدہ (بعد نقل حدیث) یعنی ہر کس دفتر نیک خود را بمرگہ گار بندم (بے چارے شیخ مجتہد ایسے متقی و پرہیزگار کہاں تک تلاش کرتے رہیں گے) نازل میشود بر او ہر یوم ہزار لعنت و نچی و دو عمل نیک او بطرف آسمان و نہ مستجاب میشود دعا و ایثار و نہ قبول میشود عفو و عدل او۔ پس اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بموجب فقہائے امامیہ جناب امیر و حضرات حسین رضی اللہ عنہ کے خیال میں مرتد و منافق یا کم سے کم فاسق و بدکار تھے۔ تو ام کلثوم کو ان کے حوالے کیوں کیا اور لعنت ملائکہ کی بوجھاڑ میں کیوں پڑے۔

البتہ اس سے مفر کی علامت شیعہ نے عجیب عجیب ہوسان خیالی و جہنم بیان کی ہیں کسی نے حضرت علی کی کمزوری و بزدلی پر محمول کر کے اس نکاح کو غضب سے تعبیر کیا۔ اور کافی کلینی میں اول فرج غضبت منا" فرمایا ہے (ذرا بیت کے نطفے سے بعد کو خیال کیجئے کہ کسی نے ام کلثوم کے نسب مرتضوی ہونے سے انکار کیا ہے کسی نے معجزہ و کرامت مرتضوی کا بہانہ نکالا کہ آپ نے وفد بخبران سے ایک جنبہ ملا کر اور شکل ام کلثوم بنا کر بھیج دی۔ اور وہی جنبہ حضرت عمر کے پاس رہی اگر

علی الاطلاق قابل تقلید و دلیل جواز نہیں ہو سکتا۔

۲، صاحب تاریخ حبیب السیر نے اولاد و ازواج فاطمہ کے تذکرہ میں لکھا ہے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و ازوے پیرے و دخترے تو لڑتے نہ پیر زید نام داشت و دختر رقیہ و ازایشان عقب نامہ خلیفہ و مقصد اقصیٰ مذکور است زید را عبد الملک بن مروان زہر داد اور مزید تفصیل کیلئے ہدایات الرشیدؒ ملاحظہ فرمائیے۔ اب جبکہ امیر المؤمنین نے اپنی بیماری صا جزای کا نکاح حضرت عمر سے کر دیا جس سے حضرات امامیہ کو بھی انکار کی گنجائش نہیں رہی ہے۔ ثواب اس کو جناب شیر خدا کی بزدلی پر محمول کیسے تقیہ کی پناہ ٹھونڈا یا اس کو غضب فروج کہنا نہایت پا جیا حرکت ہے۔ جن کو جناب امیر شیر خدا کی عزت و عظمت ہرگز روا نہیں رکھ سکتی تھی۔

سبحان اللہ دوسروں کیلئے ادنیٰ ادنیٰ معاملہ پر علماء و شیعہ حضرت امیر کی وہ جارحانہ حرکات نقل فرمادیں۔ اور آپ کی شیر خدا کی کاشت پیش کریں۔ اور اپنی عزت و ناموس کی برابری کے معاملہ میں جناب امیر کو ایسا بے دست دیا اور ذلیل النفس ٹھہرائیں جس کی ایک جھٹکی چار سے بھی امید نہیں۔ کہ لینے ننگ و عار کو اپنے جیتے جی قبول کرے۔ اب میزاب عباسؒ کی کہانی سنئے۔ صاحب آیات بنیات لکھتے ہیں۔ ایک اور موقع پر غالب علی کل غالب مطلوب کل طالب امیر لبرہ

قابل الکفرہ شیر خدا صلی رضی نے وصیت کے خلاف اپنے چچا عباسؒ کی حمایت میں اپنی ہاشمی قوت اور فریخی وجہ دیکھایا۔ اور تلید لیکر قتل و جہاد پر متعہ ہو گئے اور وہ یہ موقع ہے جب حضرت عباسؒ کے مکان کا پرانا حضرت عمرؓ نے ٹکرا دیا۔ اسلئے کہ جب حجہ کی نماز کو وہ بھایا کرتے تھے۔ تو اس پر نالہ کے پانی سے ان کے کپڑے خراب ہو جاتے۔ حالانکہ یہ پر نالہ حکم خدا میں آں حضرت صلعم نے لگا دیا تھا۔ حضرت عباسؒ کو جب یہ معلوم ہوا کہ عمر نے اس پر نالہ کو اٹھڑا دیا۔ اور یہ بھی کہہ رہا ہے کہ اگر کوئی پھر اسے لگا ینگا تو میں اس کی گردن مار دوں گا۔ وہ اپنے دونوں بیٹے عبداللہ اور عبداللہ پر تکیہ کئے ہوئے بیماری کی حالت میں لڑتے کاشتے جناب امیر کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ کہ میں دوا نکھیں رکھتا تھا۔ ایک جاتی رہی یعنی پیغمبر خدا صلعم اور دوسری باقی رہی یعنی تم اور میں نہیں کرتا کہ تمہاری زندگی میں میں مصیبت میں پڑوں جناب امیر نے فرمایا کہ آپ آرام سے گھر میں تشریف رکھئے ورنہ دیکھتے بیٹھے کہ کیا ہوتا ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے قبر کو حکم دیا۔ کہ اے قبیر و الفقا حاضر کرو۔ آپ ذوالفقار جائیں و باکر اور چند آدمیوں کو اپنے ساتھ لیکر مسجد میں تشریف لائے اور قبر کو حکم دیا کہ اے قبیر چڑھ جا اور میزاب کو اپنی جگہ لگا دو۔ قبر نے ایسا ہی کیا۔ (باقی آئندہ)

# من انصارى الى الله

اگر آپ دین اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو حزب الانصار کی امداد کیلئے ہاتھ بٹھائیے اس کے رکن بن کر اس مقاصد کی اشاعت کو اپنا فرض سمجھئے۔ آج سات سال سے یہ جماعت نہایت خاموشی کے ساتھ سرگرم عمل ہے دینی تعلیم کیلئے اعلیٰ پیمانہ پر جامع مسجد بھیرو میں دارالعلوم عزیزیہ قائم ہے۔ ماہانہ رسالہ شمس الاسلام اور مبلغین کے ذریعہ احکام اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ دیہات کی جاہل مسلم آبادی کو رسم و رواج کی بندشوں سے آزاد کرانے اور انہیں روافض و مزارئیت کے دام تزیور سے نجات دلانے کے لئے بڑی سرگرمی سے کام ہو رہا ہے۔ مفصل حالات بذریعہ خط و کتابت معلوم ہو سکتے ہیں۔ یاد رکھئے۔ رسالہ شمس اسلام کا خریدار بننا یا اس کی اشاعت وسیع کرنے میں مدد دینا ایک اسلامی خدمت ہے مسلمانوں کا فرض ہے کہ حزب الانصار کو رسالہ کے مالی مصارف سے جلد از جلد سبکدوش کر دیں۔ حزب الانصار کے تمام کارکن مفت کام کر رہے ہیں۔ صرف طباعت و کتابت و کاغذ کے مصارف کو بے کرنے کے لئے جدوجہد سے کام لینا پڑتا ہے یقین جانتے کہ رسالہ کا ہر ماہ کسی جگہ جانا ایک مکمل عالم مبلغ اور مناصر کے جانے کے برابر ہے کم از کم کوئی گاؤں ایسا نہ ہے جہاں رسالہ نہ جاتا ہو۔ اہل دیہ و اہل محلہ حیدرہ کر کے اپنے امام مسجد کے نام جاری کرادیں۔ ایسے امان مساجد کا فرض ہے کہ رسالہ کے مضامین سے مسلمانوں کو ہر ماہ آگاہ کر دیا کریں۔ مندرجہ ذیل تبلیغی کتب دفاتر شمس الاسلام سے مل سکتی ہیں، ختم رسالت مؤلفہ مولوی ماسٹر محمد بخش صاحب مسلم بنائے۔ اس کتاب میں عقلی و نقلی دلائل سے مہذبانہ پیرایہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس موضوع پر اس سے بہتر کتاب آج تک تالیف نہیں ہوئی قیمت ۱۲۔

(۲) حقیقت تشریح مؤلفہ مولوی طیبی شاہ صاحب۔ اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ مذہب شیعہ کا تمام دارو صرف جھوٹ پر ہے قیمت ۱۰۔، اجتناب الحنفیہ۔ ہندو سندھ عرب و عجم کے صدر العلماء کا متفقہ فتویٰ دوبارہ کفر و ارتداد و مزارئان و روافض و دوبارہ عدم جواز نکاح زن شیعہ بامر و شیعہ وغیرہ قیمت ۵۔

علامہ اہم کی تبلیغی کتب کا قتلہ: جیکر رسالہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)



# دعوتِ عمل

حزبِ انصار کے مقاصد اغراض و طریقہ عمل سرورق نہایت درج ہیں۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ یہ سوچے کہ یہ کام اسلام اور مسلمانوں کے فائدے کے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیا اس کا فرض نہیں کہ اس خدمت میں حسبِ توفیق حصہ لے۔ افسوس ہے کہ احناف نے آج تک اس ضروری امر کی طرف توجہ نہیں کی۔ ذیل کے طریقوں سے آپ اس پورے کی آبیاری فرما سکتے ہیں :-

- (۱) اپنی ماہواری آمدنی میں سے کچھ حصہ مقرر کر دیں جو ماہِ باہ حزب کو پہنچا ہے۔ نیز اس کے رکن بن کر اور دوسروں کو رکن بننے کی ترغیب دے کر اس کا حلقہ کار وسیع کیجئے (۲) اپنی زکوٰۃ صدقہ و خیرات اگر سب نہیں تو اس کا بڑا حصہ دارالعلوم غزنیہ کے غریب و نادار طلباء اور یتیم و لاوارث بچوں کیلئے عطا فرمائیں۔ جن کی تعلیم و تربیت و خوراک و رہائش کا ذمہ حزبِ انصار نے لے رکھا ہے۔ (۳) ماہانہ رسالہ شمسِ اسلام کی اشاعت و بیع کرنے میں سعی فرمائیں (۴) تیامی و مساکین و غریب آوارہ سلم بچے جہاں ملیں ان کو تعلیم و تربیت کیلئے دارالعلوم غزنیہ بھیجیے میں بھیجیں تاکہ بری صحبت کے اثر سے بچکر اسلام کے سچے خاوم بن سکیں (۵) اپنے بچوں کو دینی تعلیم کیلئے کم از کم چار سال کے واسطے دارالعلوم غزنیہ میں بھیجیں چار سال میں معمولی قابلیت کے طالب علم کو کافی استعداد حاصل ہو سکتی ہے۔ امامانِ مسجد کو مجبور کریں کہ وہ خود تعلیم حاصل کریں اور اپنے بچوں کو تعلیم کے لئے بھیجیے میں بھیجیں (۶) اہل قلم حضرات رسالہ کی قلمی اعانت سے دینے نہ فرمائیں اور مختیر حضرات کا فرض ہے کہ کتابیں اپنے پاس سے خرید کر کتب خانہ حزبِ انصار کیلئے وقف فرمائیں تاکہ یہ صدقہ جاریہ کا کام لے سکیں جن کتاب کی ضرورت ہے وہ بذریعہ استفسار معلوم کر لیں۔
- (۷) اپنے علاقہ میں غیر مذاہب کی تبلیغی جدوجہد و دیگر کوائف سے مطلع فرماتے رہا کریں اور اگر ضرورت ہو تو حزبِ انصار کے مبلغین طلب فرما کر تبلیغی جلسہ کے انعقاد کا انتظام کریں۔ (۸) اگر آپ تبلیغ کر سکتے ہوں تو شبہ تبلیغ حزبِ انصار میں اپنا نام درج کرائیں : الموصوف

## ناظم حزبِ انصار بھیجئے (نچبنا)

بانتھام خاصہ احمدی لکھنؤ۔ رجسٹرڈ وائل نمبر: ۲۶۵۔